شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارہ تالیفات اختریہ

بی ۸۳، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲، کراچی

مواعظ اختر
نمبر ۱

شادی بیاہ
کی
رسومات کی اصلاح

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

— ناشر —
ادارہ تالیفات اختریہ
[illegible] کراچی

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے | محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے ہی نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے | جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: شادی بیاہ کی رسومات کی اصلاح

نامِ واعظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: (۱) ۲۰؍ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز دوشنبہ بعد مغرب
(۲) ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک

مقام: مسجدِ اشرف، گلشنِ اقبال کراچی

موضوع: شادی بیاہ کی رسومات کی اصلاح، جلد اللہ والا بننے کا نسخہ

مرتب: سید عشرت جمیل میرؔ عفا اللہ عنہ
خادمِ خاص وخلیفہ مجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق مئی ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲، کراچی

فہرست

عنوان..صفحہ نمبر

عرضِ مرتب

پیش نظر وعظ ''شادی بیاہ کی رسومات کی اصلاح''
محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج الملۃ والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب العالم مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہ کے دو مواعظ کا مجموعہ ہے۔ پہلا وعظ ۲۱؍ربیع الاول ۱۴۱۲ھ مطابق ۳۰؍ستمبر ۱۹۹۱ء بروز دوشنبہ بعد نماز مغرب مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی میں ہوا اور دوسرا وعظ بھی مسجد اشرف ہی میں ۱۴؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۲؍نومبر ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک قبل نمازِ جمعہ ہوا۔

یہ وعظ سلسلہ مواعظ حسنہ کا وعظ نمبر ۱۱۰ ہے۔ اس سے قبل جو ۱۰۹ وعظ شائع ہوئے ان کا سلسلہ ۱۹۸۲ء سے شروع ہوا۔ جب احقر اسٹیل مل میں ملازم تھا تو محض اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر اور علمی مضامین کو کیسٹوں میں محفوظ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور آج یہ قیمتی ذخیرہ کیسٹوں کی شکل میں محفوظ ہوگیا۔

احقر حضرت والا کے مواعظ وملفوظات ٹیپ سے کاغذ پر لاتا تھا، پھر اس کی کمپوزنگ اور تصحیح کرکے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سناتا تھا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ثانی اور ضروری ترامیم کے بعد وہ مواعظ وملفوظات طباعت کے لئے دیئے جاتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی

کتابیں ''خزائن القرآن، خزائن الحدیث، درسِ مثنوی، فغانِ رومی، مواہب ربانیہ، تربیتِ عاشقانِ خدا (تین جلدیں)، پردیس میں تذکرۂ وطن، ارشاداتِ دردِ دل، آفتابِ نسبت مع اللہ''، فیضانِ محبت، آئینۂ محبت وغیرہ بفضلہٖ تعالیٰ وکرمہ ومنّہ احقر کے قلم سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی مرتب ہوئیں۔

حضرت اقدس کی رحلت کے صدمۂ جاں گسل سے ناسازیٔ طبع کے سبب لکھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے والدین سے زیادہ محبت فرمائی، حضرت کے پیار اور شفقت ومحبت سے ہم ماں باپ کی محبت کو بھول گئے۔

کیا کہوں آہ وہ مرشد تھا مرا کیا اختر
چشمِ تر نعرۂ ھُو چاک گریباں پایا

پہلے مصرعہ کو احقر اپنے پیارے شیخ کے لئے یوں کہتا ہے

کیا کہوں آہ وہ مرشد تھا مرا کیا عشرت
چشمِ تر نعرۂ ھُو چاک گریباں پایا

محبت کو کوئی اگر جسم ملتا وہ ہوتا سراپا مرے شیخ ہی کا
کہ ہم نے نہیں دیکھی ایسی محبت نہ ایسی سنی ہیں محبت کی باتیں

(احقر)

آخر کار اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہوا اور حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی رحلت کے بعد پہلا وعظ ''شادی بیاہ کی رسومات کی اصلاح'' لکھنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ اب چونکہ حضرت والا کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر نہیں رہا اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی

نگرانی اورنظرثانی سے ہم محروم ہوگئے،اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس وعظ کا آغاز **''مواعظِ اختر نمبر (۱)''** کے نام سے کردیا جائے تاکہ معلوم ہوجائے کہ آئندہ شائع ہونے والے مواعظ حضرت والا کی رحلت کے بعد کے ہیں۔

قارئین سے استدعا ہے کہ دعا فرمائیں کہ جس طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو احقر کی تحریرات پر اعتماد تھا اللہ تعالیٰ اس کی لاج رکھ لیں اور احقر کو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات وسفرنامے وغیرہ جو کیسٹوں میں محفوظ ہیں (جن میں کم وبیش ایک سو کے قریب مواعظ پر ۸۰ سے ۹۰ فیصد کام مکمل ہوچکا ہے اور وہ جلد طباعت کے لئے دے دیئے جائیں گے) بعینہٖ باحسن وجوہ تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور احقر سے یہ کام لے لیں کہ احقر کی زندگی کا مقصد اب صرف یہی ہے کہ حضرت والا کی ایک آہ بھی رائیگاں نہ ہو اور قیامت تک حضرت نور اللہ مرقدہ کے لئے صدقہ جاریہ بنے اور احقر کے لئے ذریعۂ مغفرت بن جائے۔

آمین یارب العالمین بحرمۃ سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

احقر سید **عشرت جمیل** ملقب بہ **میرؔ** عفا اللہ عنہ

خادم خاص وخلیفۂ مجازِ بیعت حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ

۲۹ جمادی الثانیہ ۱۴۳۵؁ھ

مطابق ۳۰ اپریل ۲۰۱۴؁ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شادی بیاہ کی رسومات کی اصلاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾
(سورۃ شوریٰ :آیۃ ۱۳)

وقال اللّٰہ تعالٰی وَذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَہٗ ﴿۱۲۰﴾
(سورۃ انعام :آیۃ ۱۲۰)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

کہ میں جس کو چاہتا ہوں جذب کرلیتا ہوں یعنی اپنی طرف کھینچ لیتا ہوں:

وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ

اور اللہ تعالیٰ اس کو بھی ہدایت عطا فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے کی کوشش کرتا ہے اور ہدایت کو تلاش کرتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے پیر کے دن کا یہ اجتماع اسی لیے مقرر فرمایا ہے کہ سب لوگ جمع ہوکر منکرات کو مٹانے کی کوشش کریں اور ایک ایک منکر کو اپنے گھروں سے نکالیں جس میں سب سے اہم مسئلہ شادی بیاہ کی رسموں کا ہے جس سے پورا معاشرہ خراب ہورہا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایمان والوں سے ارشاد فرمایا وَذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَہٗ کہ جب تم نے میری عظمت کو تسلیم کرلیا، میری قدرتِ قاہرہ پر ایمان لے آئے، اپنی صحت ، اپنی

بیماری، اپنی زندگی، موت، عزت، ذلت، اپنے سکون اور بے چینی تمام چیزوں کے مالک پر ایمان لاتے ہو کہ سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو ایسے قدرت والے اللہ کو کیوں ناراض کرتے ہو؟ ایسے قدرت والے کو ناراض کرنا گویا اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مارنا ہے، اپنی زندگی کو عذاب میں مبتلا کرنا ہے اور دنیا اور آخرت دونوں تباہ کرنا ہے کافر بھی جو آوارہ پھرتے ہیں چین سے نہیں ہیں۔

ظاہری اور باطنی دونوں گناہ چھوڑ دو!

میں نے جس آیت تلاوت کی ہے یعنی وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهٗ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی یاد دل میں بساؤ اور گناہوں کے ذریعہ اپنے قلب کو خدا سے دور نہ کرو، نیکی کی خاصیت ہے کہ وہ خدا سے قریب کرتی ہے اور ہر گناہ کی خاصیت ہے کہ وہ خدا سے دور کرتا ہے۔ اللہ سے دوری آپ کی پریشانی اور بے سکونی کا سبب ہوگا اور اللہ کی حضوری آپ کے سکون اور سکینہ اور اطمینان کی ضمانت ہوگی۔ آپ بتائیں کہ مچھلیوں کو پانی سے دور کر کے ان کو کباب پیش کرو تو کیا ان کو سکون ملے گا؟ کیونکہ ان کی غذا پانی ہے اور ہماری روح کی غذا خدا کا ذکر ہے۔ علّامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ذکرِ حق آمد غذا ایں روح را
مرہم آمد ایں دلِ مجروح را

روح کی غذا اللہ کی یاد ہے اور اس زخمی دل کا مرہم اللہ کی یاد ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں قسم کے گناہ چھوڑ دو وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهٗ جتنے ظاہری گناہ نظر آتے ہیں اور جتنے باطنی سب کو چھوڑ دو۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ظاہری گناہوں کو مقدم فرمایا لہٰذا اس کو میں پہلے بیان کروں گا اور باطنی گناہ کو بعد میں بیان کروں گا۔

پہلا ظاہری گناہ: رسومات

رسومات کو مٹائیں

دوستو! جو لوگ یہاں آتے ہیں، مجھ سے تعلق رکھتے ہیں وہ اپنے گھر سے اور اپنے خاندان سے گناہوں کی رسومات کو مٹانے کی کوشش کریں۔

شادی بیاہ میں کم خرچ کریں

لٰہذا شادی بیاہ میں خرچ کم کیجیے تاکہ غریبوں کی مدد ہو سکے اور کوئی شخص شادی بیاہ میں مقروض نہ ہو، سودی قرضہ لے کر ذلیل و خوار نہ ہو، زیادہ بوجھ محسوس نہ کرے، شادی ایک عبادت ہے، اس کو آسان کرنا چاہیے۔ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَعۡظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیۡسَرُہٗ مُؤۡنَۃً

(مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح)

سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو۔ ذرا سوچیے کہ آپ کم خرچ کریں گے تو نکاح میں برکت آجائے گی۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ آج اُس نکاح کو زیادہ عظیم الشان سمجھتے ہیں جس میں بہت بڑا شادی ہال ہو اور کسی پارک میں بہت بڑے شامیانے اور بڑے بڑے وردی پوش خدّام ہوں، سو سو بکرے ہوں اور پھر لوگ اس کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ فلاں ولیمے میں فلاں شخص نے سو بکرے کاٹے۔ اس تفاخر کی وجہ سے جو لوگ مالی طور پر کمزور ہیں یا ان کی اولاد زیادہ ہے، ان کو غم میں مبتلا کیا جارہا ہے۔ برادری کے خوف کو دل سے نکال دیجیے، عزت صرف اسی کی ہے جس سے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں، جب تک آپ مخلوق کا خوف نہیں نکالیں گے اللہ والے نہیں بن سکتے۔ آپ جس برادری سے ڈرتے ہیں بہتر سے بہتر ولیمہ

کرنے کے باوجود بھی وہی برادری آپ کی ناک کاٹ لیتی ہے۔

آج اگر کسی کو سنت کے مطابق مختصر طور پر شادی بیاہ کرنے کو کہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ صاحب برادری میں ناک کٹ جائے گی، سن لو اس کو کہ ناک آپ کی کبھی بھی نہیں بچے گی۔ اگر آپ نے بہت شاندار دعوت کردی تب بھی لوگ کھا کھا کر کہیں گے کہ صاحب! بکرا بڈھا تھا، گوشت اتنا سخت تھا کہ دانت ہل گئے، کوئی کہے گا کہ نمک بہت تیز تھا، کوئی کہے گا کہ گھی اتنا زیادہ ڈال دیا کہ معدے میں دست بدست جنگ چھڑ گئی، صاحب! دست چالو ہو گئے یعنی موشن شروع ہو گئے۔

ایک مرتبہ بمبئی میں ایک دعوت میں ایک صاحب زیادہ کھا گئے تو جلدی جلدی لوٹا لے کر دوڑنے لگے تو میں نے اُن کو اپنا ایک تازہ شعر سنایا ؎

دست بدست جنگ کا عالم
کیا غضب کا جمال گوٹہ تھا

نمبر دو ولیمہ سنت ہے جو بیٹے والے کے ذمہ ہے۔ لڑکی جب رخصت ہو کر چلی جائے اور شوہر کے ساتھ خلوت ہو جائے اس کے بعد دوسرے دن ولیمہ سنتِ مؤکدہ ہے بشرطیکہ وہاں بھی کوئی خلافِ شریعت کام نہ ہو۔

ولیمہ میں یہ کوئی ضروری نہیں کہ ساری برادری آئے۔ کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے کہ ساری برادری کا کھانا کرو۔ جتنی اللہ توفیق دے اور قرضہ نہ لینا پڑے۔ اس میں بھی ایک بکرا دس بیس پچاس آدمیوں کو کھلا دیں جو خاص خاص لوگ ہوں۔ ہمیں کسی حدیث کی روشنی میں دکھائیں کہ شادی میں زیادہ آدمی ہونے چاہئیں۔ علامہ شامی ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ولیمہ سنت مؤکدہ ہے لیکن اگر دسترخوان پر کوئی گناہ کا کام شروع ہو جائے مثلاً غیبت شروع ہو جائے تو روٹیاں اور بریانی اور شامی کباب چھوڑ کر وہاں سے اُٹھ جانا واجب ہے۔ اب یہ وقت امتحان کا ہوتا ہے کہ یہ نلیاں اور بوٹیاں محبوب ہیں یا اللہ کی رضا محبوب ہے۔

یہ کہنا کہ صاحب اگر چھوڑ کر جائیں تو میزبان ناراض ہوجائے گا نہایت کم ہمتی کی بات ہے۔صاف کہہ دو کہ یہاں غیبت ہورہی ہے، ریکارڈنگ ہورہی ہے، فوٹو کشی ہورہی ہے، فلم بن رہی ہے، ویڈیو بن رہی ہے، کھانے والوں کی تصویریں بن رہی ہیں، کوئی بھی نافرمانی ہورہی ہے لہٰذا اس نافرمانی کی مجلس میں شریک نہیں ہوسکتا۔

دوستو! یہی وقت امتحان کا ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا موقع آئے اس وقت جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ جائے، وہ امتحان میں پاس ہوگیا۔خالی تنہائی میں، مسجد میں عبادت کرلینے کا نام امتحان نہیں ہے۔امتحان کا وقت وہ ہوتا ہے جب منہ اور بریانی کے لقمہ کے درمیان آدھے فٹ کا فاصلہ رہ گیا کہ دیکھا کہ فوٹو گرافر آ گیا، فلم بننے والی ہے، اب دیکھنا ہے کہ آدھا فٹ جو بریانی قریب ہوچکی ہے اس قریب شدہ مالِ غنیمت کو واپس کرتا ہے یا نہیں۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ اس وقت اس لقمے کو وہیں رکھ دو اور اُٹھ جاؤ اور کہہ دو چونکہ یہاں اللہ کی نافرمانی ہورہی ہے لہٰذا ایسی مجلس میں حاضری جائز نہیں ہے۔ محدث عظیم مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جو مکہ شریف میں مدفون ہیں، مشکوٰۃ کی شرح میں فرماتے ہیں لَا یَجُوْزُ الْحُضُوْرُ عِنْدَ مَجْلِسٍ فِیْہِ الْمَحْظُوْرُ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ایسی مجلس میں جہاں اللہ کی مرضی کے خلاف، شریعت کے خلاف کوئی کام ہورہا ہو اس مجلس میں شرکت جائز نہیں چاہے ابّا کی مجلس ہو، چاہے اماں کی مجلس، چاہے پیر کی مجلس ہی کیوں نہ ہو۔

مان لیں کسی کو غلطی سے غلط پیر مل گیا، اس کے یہ معنیٰ تھوڑی ہیں کہ اللہ اور رسول کے فرمان کو پیچھے چھوڑ دیں، اور اس کی بات مان لیں۔ اسی کا نام پیر پرستی ہے۔اس سے صاف کہہ دو کہ چونکہ آپ خلافِ شریعت وخلافِ سنت کام کررہے ہیں، بس میں آپ سے بیعت فسخ کرتا ہوں۔ محبت اللہ کے لیے ہے اور بغض بھی اللہ کے لیے ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری ولیمہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری ولیمہ جو سب سے بڑا تھا وہ بکری کا تھا ایک بکری ذبح کی تھی ورنہ ایک ولیمہ میں تو کھجور اور آٹا ملا کر اس کا مالیدہ بنا لیا تھا، اس کے علاوہ کوئی نمکین چیز بھی نہیں تھی، ولیمہ میں نمکین ڈش ہونا ضروری نہیں ہے۔ ولیمہ کرنا تو سنت ہے مگر ایک لاکھ روپیہ خرچ کرنا سنت نہیں کیونکہ:

اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَئُوْنَۃً

(مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح)

سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔ جس تقریب میں دو ہزار دس ہزار آدمی آ گئے، میرج ہالوں میں چلے گئے اور لاکھوں روپے کا بل بن گیا اس میں برکت کیسے ہوگی۔ یہی ہزار ہزار آدمیوں کو ولیمہ کھلانے والوں سے اگر کہا جائے کہ مسجد کی دری پھٹی ہے کچھ پیسہ دے کر نئی دری بچھوا دو تو کہتے ہیں مولانا! آج کل بڑی کڑکی ہے، کڑکی۔ کڑکی کے معنی معلوم ہیں آپ کو؟ میمنوں کی زبان ہے۔ مرغی جب کُڑک ہو جاتی ہے اور انڈا نہیں دیتی، تو کہتے ہیں کہ یہ مرغی کی کڑکی کا زمانہ ہے اسی کُڑکی سے یہ کَڑکی بنایا ہے۔ میمن صاحب جب کہے کہ آج کل کَڑکی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میری دکان کی مرغی انڈا نہیں دے رہی ہے یعنی پرافٹ (Profit) نہیں ہو رہا ہے، لیکن یہ پچاس ہزار میرج ہال کے لیے کہاں سے آ گیا؟ کھانا کہاں سے آ گیا؟ جو غریب ہیں وہ بھی بینکوں سے سودی قرضے لے رہے ہیں۔ ولیمہ کون سا فرض ہے اور اگر فرض بھی ہوتا تب بھی سودی قرضہ لینا جائز نہیں۔ ولیمہ سنت ہے لیکن حسبِ گنجائش وتوفیق۔ اگر پوری بکری کرنے کی کسی کے پاس گنجائش نہیں ہے، تو بکری نہ کرے دال روٹی کھلا دے، اگر گنجائش ہے تو چلو ایک بکری کرلو۔ ایک بکری آٹھ نو سو کی مل جاتی ہے۔ ایک ہزار کے چاول بھی ڈال دو، دو ہزار میں ولیمہ کرلو

اور کوئی غریب ہے مؤذن ہے، امام ہے، بیچارہ اس کے پاس یہ بھی نہیں ہے تو میاں! آلو پوری کھلادو، دہی بڑے کھلادو۔ ولیمہ میں پلاؤ قورمہ کھلانا کوئی واجب نہیں ہے۔غیر واجب کو واجب سمجھنا یہ بھی اسلام میں بہت بڑا جرم ہے، اس سے ضرر پہنچا ہے۔آج کل معاشرہ ایسا خراب ہورہا ہے کہ شادی بیاہ کو سب کے لیے ایک مشکل مسئلہ بنادیا ہے۔ابھی آپ نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا مختصر ولیمہ فرمایا تھا۔

حضرت عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی کا واقعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں مدینہ منورہ میں ایک صحابی حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں شریک نہیں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی کی خبر نہیں تھی، جب صحابی حاضرِ خدمت ہوئے تو ان کے کپڑوں پر پیلے رنگ کا نشان تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کپڑے پر پیلا نشان دیکھا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے نکاح کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نکاح کرلیا۔تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایت نہیں فرمائی کہ تم نے مجھے رسولِ خدا کو کیوں نہیں بلایا؟ آج خاندان میں کسی کو نہ پوچھو تو وہ تو تاؤ کھا کر کہتا ہے کہ میں اس سے کبھی بھی نہیں ملوں گا، اس کا بائیکاٹ کر دوں گا، اس نے مجھے کیوں نہیں پوچھا۔ارے! تمہیں تو جزاک اللہ کہنا چاہیے تھا کہ اچھا کیا نہیں پوچھا، سادگی سے نکاح کیا، سنت پر عمل کیا، میری طرف سے تم کو مبارکباد ہو، لہٰذا اگر کوئی برادری والا شکایت کرے کہ آپ نے ہمیں کیوں نہیں بلایا تو اس سے کہہ دیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہیں ہیں

کیونکہ اگر ایک ہزار انسان بلائے جائیں تو مثلاً کسی کے چار بچے ہیں تو وہ کہاں تک خرچ کرے گا؟

نکاح تو ایک عبادت ہے لیکن عبادت جب ہے جب سنت کے مطابق ہو جس طرح سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو، لہٰذا تمام حدیثوں سے ثابت ہے کہ ولیمہ سنت ہے بشرطیکہ ولیمہ بھی شریعت کے خلاف نہ ہو اور حیثیت سے بھی زیادہ نہ ہو کہ پانچ ہزار تنخواہ پاتا ہے لیکن ولیمہ قرضہ لے کر ایک لاکھ کا کر رہا ہے یہ بھی نام ونمود اور فخر کے لیے ہے، اس میں بھی شرکت جائز نہیں۔ دس دس ہزار، بیس بیس ہزار روپیہ کھانے میں جارہا ہے۔ حیثیت سے زیادہ خرچ نہ کرو، ارے امام اور مؤذن کو بلالو۔ دو آدمیوں سے بھی ولیمہ ہوجاتا ہے۔ چلو محلے کے کسی بڑے بوڑھے کو دو چار دوستوں کو بلالو۔ آپ کسی مفتی سے پوچھ لیں کہ اگر دو چار آدمیوں کو بلالیں تو ہماری سنت ولیمہ ادا ہوجائے گی یا نہیں۔

آج مسلمانوں کا سارا معاشرہ مقروض و پریشان ہے محض اس وجہ سے کہ جو چیز نہایت آسان تھی تفاخر اور نام کو اونچا رکھنے کے لیے اس کو آج اُمت نے مشکل کردیا۔ اس نام اونچا کرنے کی وجہ سے راتوں کی نیند حرام ہے، سودی قرضہ لیا ہوا ہے اور اگر بغیر سودی بھی لیا ہے تو بھی چین نہیں، نیند حرام ہے اور پھر قرض دینے والا الگ ذلیل کرتا ہے، اس لیے آج ہم سب مل کر یہ عہد کرلیں کہ شادی بیاہ پر بے جا خرچ نہیں کریں گے ورنہ یہاں آنے کا کوئی خاص فائدہ نہیں، اس کان سے سنا اس کان سے نکال دیا۔

بیٹی والوں کی طرف سے نکاح کا کھانا خلافِ سنت ہے

لیکن بیٹی والا کھانے کی دعوت ہرگز نہ کرے لڑکے والوں کو کھانا بھی نہیں کھلائیں۔ اگر بیٹی کی شادی ہے تو رخصتی کے وقت لڑکے والوں کو کھانا تو بالکل نہیں کھلانا چاہیے۔ تعجب ہے کہ قرضہ لے لے کر بیٹی والا برادری کو کھلا رہا

ہے بیٹی والے کے لیے تو ولیمہ سنت ہے ہی نہیں۔ ہمارے پاس کتاب موجود ہے، دیوبند کے صدر مفتی نے اس بات سے رجوع کیا اور چالیس حدیثیں نقل کی ہیں کہ لڑکی کا ولیمہ ثابت نہیں ہے، یہ سنت کے خلاف ہے۔ عقل سے سوچیے کہ جس کی بیٹی جارہی ہے اس کا دل تو غمگین ہے ایسے وقت اس سے دعوت کھانا عقل کے بھی خلاف ہے اور جو مہمان دور دراز کے شہروں سے آ گئے تو مہمانوں کو کھانا تو کھلاؤ مگر کارڈ چھپوا کر شامیانہ لگا کر ساری برادری کو شادی ہالوں میں لڑکی کی طرف سے کھانا مت کھلاؤ۔ تاکہ غریب جن کی پانچ چھ بیٹیاں ہیں ان پر بوجھ نہ پڑے۔ جس عالم کی تنخواہ مشکل سے ڈیڑھ ہزار ہے اور کچھ نکاح وغیرہ بھی پڑھا لیتے ہیں تو چار، پانچ سو اور مل جاتے ہیں تو گویا دو ہزار کی آمدنی ہے اور لڑکیاں اتنی ہیں۔

غرض یہ کہ لڑکی والوں کا کھانا خلافِ سنت ہے۔ ہزار آدمی کھانا کھا گئے جس پر دس ہزار خرچ ہوئے یہ دس ہزار بالکل ضائع ہوئے، اس پر کوئی اجر نہیں بلکہ خلافِ سنت عمل پر اندیشۂ مواخذہ ہے۔ اصلاح الرسوم میں بھی ہے اور ہمارے اکابر نے اس کا اہتمام کیا۔ میرے مرشد اوّل مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت کے اکابر خلفاء میں سے تھے، اتنے بڑے خلیفہ تھے کہ مفتی اعظم پاکستان اور مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر احمد عثمانی، قاری طیب صاحب رحمہم اللہ جیسے بڑے بڑے علماء ان کے سامنے شاگرد کی طرح بیٹھتے تھے، لیکن حضرت نے اپنی بیٹیوں کی شادی کی، نکاح پڑھا جو دو چار آدمی آئے کسی کو کچھ نہیں کھلایا اور بیٹی کو رخصت کر دیا۔

بیٹی والوں سے پوچھو کہ کیا مصیبتیں ہیں، لہٰذا جو شخص اپنی بیٹی کی شادی میں کھانا کھلائے گا اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن اس پر سنت کی مخالفت کا

مقدمہ دائر ہوگا۔ ساتھ ساتھ یہ کہ معاشرے میں اس نے ایک بری رسم جاری کرکے مسلمانوں کی جیب کٹوانے کا انتظام کیا اوران کو کرب وغم میں مبتلا کرنے کا سامان کیا۔ اگرلڑکے والے مجبور کریں تو اُن سے کہہ دیں کہ بھئی اایسے وقت نکاح کرلیں کہ ہم مجبور ہی نہ ہوں۔ اس کی ترکیب میں بتاتا ہوں، مسجد میں عصر بعد نکاح کرلیں، عصر کے بعد نکاح ہوگیا، نکاح کے بعد سب کوایک ایک پیالی چائے پلا دیں اور اگر گرمی کا موسم ہے تو ایک ایک گلاس لسی یا ٹھنڈی بوتل پلا دیں اور مغرب بعد فوراً رخصتی کردیں۔ نہ عشاء کا وقت ہوگا نہ عشائیہ ملے گا۔ عشاء کا وقت آنے ہی نہ دیں کہ عشائیہ کا معاملہ ہو۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا عمل

میں جو یہ کہہ رہا ہوں تو میں نے خود بھی اس پرعمل کیا ہے۔ پہلے میں اپنا عمل پیش کرتا ہوں اگرچہ میرا عمل زیادہ اہمیت کا حامل نہیں لیکن چونکہ میں آپ سے خطاب کررہا ہوں اورآپ مجھ سے حسنِ ظن رکھتے ہیں اس لیے بیان کرتا ہوں کہ میں نے بھی اپنی بیٹی کا ولیمہ نہیں کیا، میری ایک ہی بیٹی تھی، میں نے اپنی بیٹی کی شادی اس طرح کی کہ عصر کے بعد نکاح ہوا، میں نے مہمانوں کو چائے کی ایک ایک پیالی، دال موٹھ اور کچھ بسکٹ وغیرہ کھلا کر مغرب کے بعد رخصتی کردی۔ میں نے اپنے بیٹے مولانا محمد مظہر میاں کوبھی وصیت کردی ہے کہ خبردار اپنی بیٹیوں کا ولیمہ مت کرنا کیونکہ لڑکی کا ولیمہ سنت سے ثابت ہی نہیں ہے، اورلڑکوں کے ولیمہ کے لیے بھی میرج ہالوں میں نہیں جانا، شامیانے لگانے کی بھی ضرورت نہیں ہے، حدودِ خانقاہ میں جتنا ہوسکے کرلو۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عمل

میرے شیخِ ثانی شاہ ابرار الحق صاحب کی ایک ہی بیٹی تھی، اللہ نے ان کو بہت دیا ہے چاہتے تو بہت خرچ کر سکتے تھے لیکن میرے شیخ نے اپنے سمدھی جو دار العلوم دیو بند کی مجلسِ شوریٰ کے رکن، علی گڈھ کے پرانے حکیم اور طبیہ کالج کے پروفیسر تھے، اُن سے فرمایا کہ میری بیٹی کے نکاح اور رخصتی میں آپ آئیں گے اور آپ کا بیٹا جو میرا داماد بننے والا ہے وہ اور ایک لڑکا اور آئے گا اس سے زیادہ نہیں آئیں گے۔ بارات بھی غیر شرعی ہے، آج بارات کے نام پر بسوں پر درجنوں لوگ بھر کر لے جاتے ہیں۔ کیا کہیں! منگنی ہی سے خرافات شروع ہو جاتی ہیں اور مٹھائیوں کی تقسیم میں اتنا پیسہ خرچ ہو جاتا ہے۔ تو میرے شیخ کی بیٹی کی شادی میں تین آدمی پہنچ گئے حضرت نے کسی کو کھانا نہیں کھلایا، مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں نکاح کر کے بیٹی رخصت کر دی۔

تو جو لوگ رخصتی میں آ گئے ان کی تھوڑی سی ضیافت کر لیں مگر مغرب بعد فوراً رخصت کر دیں تاکہ لڑکی والا عشائیہ نہ کھلائے۔ لڑکی والوں کی طرف سے کہیں ولیمہ کا ثبوت نہیں ہے۔

بارات کی ابتدا کیسے ہوئی؟

بارات کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ جب لوگ شادی کے سلسلے میں ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جاتے تھے تو راستے میں ڈاکہ پڑ جاتا تھا، اس سے بچنے کے لیے دس بیس لوگ اور ساتھ چلے جاتے تھے ورنہ شریعت میں بارات کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس سلسلے میں حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''اصلاح الرسوم'' پڑھیئے!

(حضرت والا نے مندرجہ ذیل اقتباس وعظ میں بیان نہیں فرمایا تھا لیکن قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر نقل کیا جارہا ہے۔جامع)

''یہ بارات بھی شادی کا رکن اعظم سمجھا جاتا ہے اور اس کے لئے کبھی دولہا والے کبھی دولہن والے بڑے بڑے اصرار اور تکرار کرتے ہیں۔غرض اس سے ناموری اور تفاخر ہے اور کچھ عجب نہیں کہ کسی وقت میں جب کہ راستوں میں امن نہ تھا اکثر راہزنوں اور قزاقوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا بہ مصلحت حفاظت دولہا دلہن واسباب زیور وغیرہ کے بارات لے جانے کی رسم ایجاد ہوئی اور اسی وجہ سے گھر پیچھے ایک آدمی بارات میں ضرور جاتا تھا۔مگر اکثر اس میں ایسا بھی کرتے ہیں کہ بُلائے پچاس اور جا پہنچے سو(۱۰۰)۔اول تو بے بلائے اس طرح کسی کے گھر جانا حرام ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دعوت میں بلا بلائے جائے وہ گیا تو چور ہوکر اور نکلا لٹیرا ہوکر۔یعنی ایسا گناہ ہوتا ہے جیسے چوری اور لوٹ مار کا۔پھر دوسرے شخص کی اس میں بے آبروئی بھی ہوجاتی ہے۔ کسی کو رسوا کرنا یہ دوسرا گناہ ہوا۔پھر ان امور کی وجہ سے اکثر جانبین میں ایسی ضدا ضدی اور بے لطفی ہوتی ہے کہ عمر بھر اس کا اثر قلوب میں باقی رہتا ہے۔چونکہ نا اتفاقی حرام ہے اس لئے اس کے اسباب بھی حرام ہوں گے۔ اس لئے یہ فضول رسوم ہرگز ہرگز جائز نہیں۔'' (اصلاح الرسوم صفحہ نمبر ۶۴ تا ۶۵)

رسومات کے بائیکاٹ میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کریں

اگر ہم لوگ عمل نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔خانقاہ میں آنے والو! اور ڈاڑھیاں رکھنے والو! اور بزرگوں کے ساتھ تعلق جوڑنے والو! یہ اجتماع اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہوتا ہے، اگر ہم لوگ مخلوق سے ڈرتے رہیں گے تو کبھی دین نہیں پھیلے گا، خوفِ مخلوق آپ کو تباہ کرکے رہے گا۔ دل میں

خوفِ خالق پیدا کریں، عزت اللہ کے اختیار میں ہے۔ یہ مت سوچیں کہ برادری ہماری ناک کاٹ لے گی، برادری کے اختیار میں ہماری ناک نہیں ہے، ہماری ناک خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم لوگ مل کر کام کریں، عہد کرلیں تو آج ہمارا عمل دیکھنے سے کتنے لوگوں میں ہمت پیدا ہوگی۔

مجلسِ منکرات سے بچنے والے ایک عالم ربّانی کا واقعہ

بھئی! اس طرح سے رسوم مٹائیں۔ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے سگے بھائی کے یہاں ایک شادی ہوئی جس میں بہت بڑی تعداد میں باراتیوں کی دعوت کی گئی۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میں اس میں شرکت نہیں کروں گا، ماں رونے لگی کہ شرکت کیوں نہیں کرتے۔ کہا کہ نہیں مجھ پر کچھ ذمہ داریاں ہیں، خدا نے مجھے عالم بنایا ہے، میں کیسے اس تقریب میں شرکت کروں جس سے دوسروں کو منع کرتا ہوں۔

اس کو عالم کہتے ہیں! یہ نہیں کہ جہاں چاہو فوٹو کھنچوالئے، دولہا صاحب کے پاس کیمرہ ہے اب وہ فوٹو کھینچ رہا ہے، نکاح پڑھانے والے بھی فوٹو کھنچوا رہے ہیں، بہت زیادہ کیا تو منہ پر رومال ڈال لیا لیکن رومال ڈالنے سے نجات تھوڑی ہوگی، اُس منحوس مجلس میں شرکت جائز نہیں جہاں اللہ کی نافرمانی ہورہی ہو، ویڈیو کیمرہ و مووی بن رہی ہے مرجاؤ لیکن اس میں شرکت مت کرو۔ مووی کے معنی موت کے بھی ہیں، ہندوستان کے گاؤں میں ایک عورت دوسری کو گالی دیتی ہے تو موئی کہتی تھی یعنی مرو۔ تو آج کل موئی کے وزن پر مووی بن گئی ہے۔ یہ ایک بات عرض کردی ہمارا کام بار بار کہنا ہے اگر ہم مل کر کوشش کریں گے تو ان شاء اللہ قیامت کے دن سرخرو ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے

راضی اور خوش ہوجائیں گے اور فرمائیں گے کہ مبارک ہو تم کو! تم لوگوں نے میری حدیث اِنَّ اَعۡظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیۡسَرُہٗ مَئُوۡنَۃً پر عمل کیا۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو، لہٰذا زیادہ خرچ پر فخر کرنا صحیح نہیں ہے۔

تیجہ کی رسم ختم کرنے والے نوجوان کا واقعہ

اسی طرح غم کے موقع پر بھی انتہائی بے ہودہ رسمیں ہیں۔ غمی میں بریانیاں کھلائی جاتی ہیں، تیجہ کیا جاتا ہے جس کا نام قرآن خوانی ہے۔ بکرا کٹ رہا ہے، شامیانے لگ رہے ہیں اور بریانی پک رہی ہے سوچو تو صحیح جس کا نانا، جس کا بابا مر گیا اس کے ہاں بریانی کھانے میں شرم بھی نہیں آتی۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ تھانہ بھون کے قریب ایک گاؤں تھا وہاں کا ایک زمیں دار نوجوان حضرت سے بیعت ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ اپنی برادری سے رسومات مٹاؤ۔ وہاں رسم تھی کہ جب ماں باپ مرجائیں تو اولاد کو تیسرے دن بریانی کھلانی ہوتی تھی جس کا نام تیجہ ہے، اس کو موت کا کھانا کہتے ہیں۔ جب اس نوجوان کے باپ کا انتقال ہوا تو اس نے دو بکرے ذبح کیے اور بریانی پکوائی، جب سب خاندان والے زمیں دار آگئے اور ہاتھ دھو کر کھانا شروع کرنے لگے تو اس نوجوان نے کہا کہ آپ حضرات سے ایک گذارش کرنی ہے، آپ ہاتھ تو دھو چکے ہیں، بریانی اور آپ میں ایک گز کا فاصلہ ہے لیکن اس سے پہلے کے آپ کے ہاتھ بریانی سے ٹچ ہوں آپ لوگ یہ بتائیں کہ آپ لوگ کس خوشی میں یہ بریانی کھا رہے ہیں؟ میرے باپ کے موت کی خوشی میں؟ کیا آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ مجھ پر تو میرے باپ کا غم ہو اور آپ لوگ اس خوشی میں بریانی کھا رہے ہیں۔ اب ان سب کے ہوش اُڑ گئے کہ اس نوجوان نے تو ہم بوڑھوں کے کان کاٹ

لئے، کہا کہ پھر اب کیا کرنا چاہیے؟ اس نے کہا کہ اس رسم کو مٹانا چاہیے اور اس کھانے کو غریبوں میں تقسیم کرنا چاہئے، آپ سب واپس چلے جائیں اور اللہ کے نام پر اس رسم کو مٹا دیں، اب کبھی تیجہ نہیں ہوگا۔ اور موت کا کھانا تو بالکل منع ہے۔ سب بڑے بوڑھے خوش ہو گئے کہ واہ بیٹا تو نے ہماری آنکھیں کھول دیں۔ اب آئندہ کبھی برادری میں تیجہ کی یہ منحوس رسم نہیں ہوگی۔

مخلوق کبھی راضی نہیں ہو سکتی

اگر آپ کہیں کہ پیسہ خرچ کرنے سے بڑی تعریف ملتی ہے تو میں آپ سے کہوں گا کہ تعریف وغیرہ کچھ نہیں ملتی، یہ کھا کھا کر پچاس پچاس ہزار روپیہ خرچ کرا کر مونچھوں پر تاؤ دے کر جو جاتے ہیں تو باہر جا کر یہ کہتے ہیں کیا کہتے ہیں وہ الفاظ، مجھ سے سنئے! ''ارے صاحب! گھی بہت ڈال دیا تھا۔'' ''اتنی چکنائی تھی کہ کھایا نہیں گیا۔'' ''میرے تو پیٹ میں درد ہو گیا۔'' ''یہ اس نے گوشت بچانے کے لیے ترکیب نکالی کہ گھی زیادہ ڈال دیا تا کہ کھانا نہ کھایا جائے۔'' دوسرے صاحب کہتے ہیں: صاحب! نمک تیز ہو گیا۔ تیسرے صاحب کہتے ہیں: بکرا بڈھا تھا۔ گوشت میں بہت سختی تھی، جیسے چمڑے کھینچ رہے تھے۔ ایک کہتا ہے مجھے تو صبح ہی سے قے اور دست شروع ہو گئے، اور کوئی کہتا ہے کہ دس بجے کا ٹائم دیا تھا اور کھانا پونے گیارہ بجے ملا لا حول و لا قوۃ کیا مصیبت ہے، ٹائم کی پروا نہیں ہے۔

ایک بنئے کا واقعہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصہ سنایا کہ ایک بنیے نے اپنی بیٹی کی شادی کے لیے پیٹ کاٹ کر پیسہ جمع کیا اتنا کنجوس تھا کہ صبح کا ناشتہ بھی نہیں کرتا تھا، جب شادی کا وقت آیا تو بڑی شاندار شادی کی اور سب

کو ایک ایک اشرفی بھی دی آخر میں وہ بنیا باہر درخت پر جا کر بیٹھ گیا جدھر سے
لوگ کھانا کھا کر جارہے تھے تاکہ لوگوں کی تعریف سنے مگر جتنے لوگ جارہے
تھے سب برائی کررہے تھے، کسی نے کہا کہ اتنا کنجوس تھا کہ ایک ایک اشرفی دی
جب کہ اس کو پانچ پانچ اشرفی دینی چاہیے تھی اور ناشتہ بھی نہیں کرایا، کسی نے کہا
کہ ایک ہی قسم کا کھانا دیا پانچ قسم کے کھانے دینے چاہیے تھے۔

مال داروں کی ذمہ داری

جن لوگوں کو اللہ نے پیسہ دیا ہے کیا اُن پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ سادگی
سے شادی بیاہ کر کے غریبوں کی بیٹیوں کے لئے راستہ ہموار کریں۔ اگر آپ کو مال
خرچ کرنے کا بہت جوش ہے تو مسجد اور مدرسہ میں لگا دو، اپنی بیٹی کے ہی نام
روپیہ جمع کرادو لیکن معاشرہ کی اصلاح آپ پر فرض ہے، غریبوں پر بھی فرض ہے
اور امیروں پر بھی بلکہ امیروں پر تو زیادہ فرض ہے۔ ہم دولت کے نشہ میں معاشرہ کو
ایسی رسومات میں مبتلا نہ کریں کہ غریب خاندان والے کہنے لگیں کہ اگر ہم اتنا مال
خرچ نہیں کریں گے تو بدنامی ہوگی، اگر ایک بچے کو پیچش ہوتی ہے، تو اس کی
رعایت سے ماں دوسرے تندرست بچوں کو بھی کباب نہیں دیتی کہ تمہارے کباب
کو دیکھ کر میرا بیمار بچہ روئے گا۔ ایسے ہی امت کا خیال کرو، نفسی نفسی نہ کرو۔

اس دفعہ میں نے لاہور میں صیانۃ المسلمین کے اجتماع میں ایک شخص
سے پوچھا جو کشمیر کے رہنے والے ہیں کہ آپ کی کتنی لڑکیاں ہیں؟ کہا گیارہ
لڑکیاں ہیں، اس سال ایک اور پیدا ہوگئی، ایک درجن ہوگئیں۔ اگر ہم ان
رسومات کو نہیں مٹائیں گے تو ان بیٹیوں کا کیا ہوگا؟ لہٰذا ایسی سنگ دلی اور سخت دلی
مت دکھاؤ کہ غریبوں کی بیٹیاں جائیں چولہے میں، ہمارے پاس تو دولت ہے ہم
تو خوب ٹھاٹ سے شادی کریں گے۔ اگر ایسی ہی دولت ہے تو غریب بیٹیوں کی

شادیاں کرادو۔ پھر بھی ہم یہ نہیں کہتے کہ بہت بخیلی کرو، دکھاوا پر خرچ کرنے کے بجائے یہی مال اور پیسہ اپنی بیٹیوں کو دے دولیکن ان رسومات کومٹانا ہر شخص اپنے ذمے ضروری سمجھے، یہ ہماری غلطی ہے کہ ہم نے معاشرہ میں غیراسلامی رسمیں رائج کی ہیں اس کے لیے خاص طور پر آپ لوگ ہمت کیجیے، نہی عن المنکر کی جماعت الگ بنانے کی ضرورت ہے اور برائیوں کو مٹانے کے لیے آپ سب اس میں داخل ہوجائیں۔ خصوصاً جولوگ خانقاہ میں آتے ہیں، میرے دوست احباب جتنے یہاں بیٹھے ہیں میں سب سے یہی گذارش کرتا ہوں۔

ایک لڑکی کی خودکشی کا واقعہ

دوستو! میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے اسی مسجد میں بیان فرمایا تھا کہ حیدرآباد دکن میں ایک لڑکی غریب تھی، جہیز کم ہونے کی وجہ سے اس کے رشتے واپس ہوجاتے تھے، جب کئی رشتے واپس ہو گئے تو ماں کے منہ سے اتنا نکل گیا کہ تو کیسی منحوس ہے کہ تیرا کوئی رشتہ ہی نہیں آتا بس اسی رات اس نے خودکشی کرلی۔ یہ بیان کر کے حضرت رونے لگے، خود میرے بھی آنسو نکل آئے۔ حالانکہ حدیث موجود ہے کہ بابرکت نکاح وہ ہے جو کم خرچ ہو لیکن رسومات نے اس عبادت کو اتنا مہنگا کردیا جس کی کوئی حد نہیں، اسی وجہ سے بیٹی والے سود پر پیسے لیتے ہیں اور رشوتیں کھارہے ہیں۔

اگر آج ہم آپس میں طے کرلیں کہ ہمیں شادی بیاہ میں کم خرچ کرنا ہے، ولیمہ بھی سستا کرو اگر اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ دیا ہے تو زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار روپے تک کا کھانا کھلا دو ورنہ بزرگوں سے بارات میں تین چار آدمی بھی ثابت ہیں۔ حیدرآباد میں ایک نیک خاندان نے ولیمہ کیا، مسجد کے امام ومؤذن خادم، لڑکے اور اس کے باپ دادا سمیت سات آدمیوں کو بلا لیا اور ولیمہ

کھلا دیا۔ کیا ضرورت ہے زیادہ خرچ کرنے کی، اگر دولت کا اتنا نشہ ہے تو غریب بیٹیوں کی شادی کروادو جن کے والدین کے پاس پیسوں کی کمی ہے یا کوئی اور نیک کام کردو اور کچھ نہیں کرتے تو اپنی بیٹی داماد کو پیسہ دے دو۔

میرج ہالوں کا بائیکاٹ

اس لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ اس اجتماع کا مقصد یہی ہے کہ جو لوگ یہاں آرہے ہیں، ہم سب چند باتوں کا عہد کرلیں کہ جب ہم شادی بیاہ کریں تو میرج ہال کا بائیکاٹ کریں، میرج ہالوں سے کنارہ کشی اختیار کرلیں، آج اس مسجد میں ایک عہد لیتا ہوں کہ آپ لوگ وعدہ کیجئے کہ اپنی شادی بیاہوں کو میرج ہالوں میں نہیں کریں گے۔ میرج ہال میں شادی نہ کریں۔ اللہ کے لیے وعدہ کیجیے! اُمت پر رحم کیجیے! اپنے خاندان پر رحم کیجیے! یہاں ہماری مسجد اشرف میں حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب کی موجودگی میں دو نکاح ہو چکے ہیں۔ آپ لوگ شادی ہالوں کے کرایہ اور بجلیوں کے بِل سے جان چھڑا کر وہی پیسہ اپنی بیٹی کو دے دو۔ قرضہ لے لے کر اپنے دل کو کیوں پریشان کرتے ہو؟ اپنے گھر میں جتنے آدمی آسکیں بلالیں زیادہ سے زیادہ انتظامیہ سے اجازت لے کر سڑک پر ہلکے خرچ میں شامیانہ لگالیں، سو دو سو پانچ سو میں چھوٹ جائیں گے ورنہ دس ہزار کا بِل آئے گا۔

ایک صاحب نے کہا کہ ہم شادی ہال میں لڑکے والوں کے رشتہ داروں کا تعارف کرواتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ خاموشی سے نکاح مسجد میں کرو، اوّل تو جان پہچان وہاں ہی ہوجاتی ہے، گھروں کی بہ نسبت مسجد کی جان پہچان زیادہ زوردار ہوتی ہے لیکن چلو شادی کے آٹھ دس دن کے بعد جان پہچان والے خاص خاص رشتہ داروں کو بلالو کہ یہ لڑکے کے ابا ہیں، یہ نانا ہیں، یہ دادا ہیں

مگر زیادہ مجمع مت جمع کرو۔ یہ ولیمہ نہیں ہے، اس تقریب کا نام تعارفی تقریب ہے یعنی رشتہ داروں سے جان پہچان کی تقریب اور اس کے کارڈ مت چھپواؤ، ہاتھ سے لکھ کر فوٹو اسٹیٹ کروالو، ہمارے بزرگوں نے اس سے منع کیا ہے، اگر پانچ روپے فی کارڈ پر خرچ ہوتا ہے تو پھر کتنا پیسہ ضائع گیا۔ چار پیسے بچا کر رکھو۔ خاص کر دین داروں کے لئے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً بارہ سو سال پہلے فرمایا تھا اے صوفیوں! اے ڈاڑھی والو! اے نیک لوگوں! اے مولویوں! پیسہ بچا کے رکھو اگر فضول رسومات میں خرچ کردو گے تو امیر لوگ تمہیں ناک صاف کرنے کا رومال بنالیں گے۔ یہ ہیں حضرت سفیان ثوریؒ ، تابعی ہیں، صحابہ دیدہ آنکھوں والے ہیں۔ لہٰذا چار پیسے بچا کے رکھو! فضول خرچی مت کرو، بلاضرورتِ شدیدہ خرچ مت کرو۔

تو اب آپ لوگ سمجھ گئے کہ کیا کام کرنا ہے، نمبر ایک ولیمہ مختصر کریں ولیمہ میں پورے خاندان کا آنا ضروری نہیں، چالیس پچاس آدمی سے زیادہ مت بلائیے۔ نمبر دو شادی بیاہ میں میرج ہال کا بائیکاٹ کریں۔

اگر آج ہم اس طریقہ سے نکاح کرلیں تو ہر طالبِ علم کی شادی پانچ سو روپے میں ہوسکتی ہے لہٰذا کوشش کرو کہ پانچ سو روپے میں شادی ہو، ورنہ کم ازکم بڑے بڑے خرچوں سے تو بچو، میرج ہالوں میں جانا اور لڑکیوں کا ولیمہ کھلانے سے تو بچو۔

دن ہی دن میں شادی کریں

نمبر تین رات کو نکاح ہی نہ پڑھائیں، دن ہی دن میں سب معاملہ کرلیں تو بجلی کا بل بھی ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ رات ہونے ہی نہ دیں، کہ بجلی کا

بل آئے۔ جمعہ کے دن عصر بعد نکاح، ایک پیالی چائے یا گرمیوں میں ٹھنڈی بوتل پلادیں اور مغرب کے بعد فوراً رخصتی کردیں۔ زیادہ آدمیوں کو کیوں بلائیں؟ آپ کے گھر میں جتنی جگہ ہواتنے ہی بلا یئے۔ اگر کمرہ بہت چھوٹا ہے تو چلو صحن میں دری بچھالیں اور چھوہارے بھی ہر ایک کو بانٹنا ضروری نہیں ہیں جب چھوہارے ختم ہو جائیں تو کہہ دو خلاص۔ یہ عربوں کا طریقہ ہے، کتنے ہی مہمان ہوں جب کوئی چیز ختم ہوگئی اور کسی نے کہا ارے اور لاؤ تو کہہ دیتے کہ خلاص اب ختم ہوگئی۔ لہٰذا آپ بھی کہو خَلاص!

مسجد میں سنت کے مطابق نکاح کرایئے۔ نکاح کے بعد چھوارے وغیرہ نہ اُچھالیے۔ خالی کتابوں کو دیکھ کر عمل نہ کیجیے۔ سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ ہمارے شیخ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب نے فرمایا کہ اس زمانے میں چھوارے قاعدے سے تقسیم کرو۔ کیوں؟ اس لیے کہ جس زمانے میں یہ کھجور اور چھوارے اُچھالے گئے تھے اس زمانے میں آنکھوں پر چشمے نہیں لگتے تھے۔ آج سے پچاس برس پہلے کے بزرگوں کو دیکھ لو، اپنے دادا، نانا کو کہ اکثر نے بڑھاپے تک چشمہ نہیں لگایا، خود میرے نانا نے آخر سانس تک چشمہ نہیں لگایا اور اب نوجوانوں کے چشمے لگے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اگر آپ نے کھجوروں کو اُچھالا، اور ایک کھجور کسی کے چشمے پر گر گئی، اس کا تو تین سو کا تو چشمہ گیا اور آپ کی دو آنے کی کھجور اس کے نفع میں آئی لہٰذا کھجوریں تقسیم کیجیے اور اس طریقہ سے کہ مسجد میں بھی اس کا اثر نہ ہو کہ مکھیاں بھنکیں، اور مسجد کا فرش بھی نہ خراب ہو۔ مسجد میں نکاح کرنا سنت ہے، جمعہ کے دن عصر کے بعد نکاح مسجد میں پڑھاؤ تا کہ فوٹو گرافر بھی نہ آئیں، اگر فوٹو گرافر آجائیں تو اس کی ریل چھین لو، کیمرہ کی بیٹری بھی چھین لو، جب سب نکاح ہو جائے پھر اس کے

حوالہ کردو۔ لہٰذا بیٹے والوں کو چاہیے کہ شادی بیاہ سادگی سے اور سنت کے مطابق کریں۔

مہنگے جہیز کا بائیکاٹ

نمبر چار مہنگے جہیز کا بائیکاٹ کیجیے۔ ایسی جگہ ہرگز شادی نہ کریں جہاں جہیز کا مطالبہ ہو خواہ کوئی بدنام کرے یا کچھ بھی کرے اور لڑکے والوں کو بھی چاہیے کہ لڑکی والوں سے لڑکی تو مانگیں لیکن جہیز کی فرمائش نہ کریں، بیٹی والوں سے دولت اور مال نہ مانگیں، کار اور موٹر نہ مانگیں، امریکہ جانے کا کرایہ نہ مانگیں، ڈگری لینے کے لئے خرچہ نہ مانگیں، بھیک نہ مانگیں کیونکہ یہ بھی بھیک مانگنا ہی ہے۔ جہیز بیٹی کا حق ہے، باپ دے نہ دے، اور جو دے اس پر راضی رہو۔ بیٹی کو اس طرح طعنہ دینا کہ تمہارے باپ نے کچھ نہیں دیا یہ حرام ہے، یہ گناہِ کبیرہ ہے کیونکہ وہ بیٹی کا مال ہے۔ کوئی اپنی بیٹی کو چار پائی دے دیتا ہے، مُصلّٰی دے دیتا ہے، قرآن شریف دے دیتا ہے، ایک لوٹا دے دیتا ہے، ایک تسبیح دے دیتا ہے تو اپنی حیثیت کے مطابق جو بھی دے دے اس پر راضی رہو، نان ونفقہ داماد صاحب کے ذمے ہے، لیکن آج بیٹی والے سے کہا جاتا ہے کہ میرا لڑکا ایم ایس سی ہے، اس کو امریکہ بھیجنا ہے، اس کا خرچہ آپ کو دینا پڑے گا، امریکہ کا گرین کارڈ دِلانا پڑے گا، موٹر سائیکل دینی پڑے گی اور اگر اور زیادہ لالچی ہے وہ تو کہتا ہے کہ کار بھی دو، فریج بھی دو، یہ رشوت ہے رشوت سن لو! یہ حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے، گناہِ کبیرہ ہے۔ لڑکی والوں کو اس طرح پریشان کرنا کہ ہم بیٹی اس وقت قبول کریں گے جب تم ہمارے بیٹے کو امریکہ بھجواؤ گے، وہاں کا خرچہ دو گے، ٹھیک نہیں ہے، یہ بھیک مانگنا معاشرہ کا ناسور اور کینسر ہے، یہ کھلم کھلا بے غیرتی ہے۔ نہایت ہی بے غیرت ہے وہ داماد اور داماد

کے والدین جو بیٹی والے سے کہتے ہیں کہ ہمیں بیٹے کے لیے موٹر بھی ملے۔ ارے کمبخت! بھیک مانگنے والے! تجھے شرم نہیں آتی؟ غیرتِ انسانیت اور حیا کے خلاف ہے کہ بیٹی والے سے یہ سب چیزیں مانگ رہے ہو تو جو رشوت کا حکم ہے وہی اس کا حکم ہے۔ وہ پندرہ سولہ سال پال کر اپنے کلیجے کا ٹکڑا اپنی بیٹی دے رہا ہے اور تم ظلم بالائے ظلم کرتے ہو، یہ تمہارے گھر میں اپنی پلی پلائی بیٹی، اپنے جگر کا ٹکڑا دے رہے ہیں پھر وہ تمہیں کار بھی دیں، فلیٹ بھی دیں اور امریکہ پڑھنے کے لیے خرچہ بھی دیں، یہ کیا چیز ہے؟ آج بہت سی بیٹیاں اسی منحوس رسم کی وجہ سے خودکشیاں کر کے حرام موت مر رہی ہیں۔

کم سے کم ہم سب مل کر یہ عہد کریں کہ اس قسم کی جتنی رسومات ہیں ہم وہ سب مٹائیں گے اور ایسا رشتہ تلاش کریں گے کہ جو ان رسومات سے بچنے پر راضی ہو۔ لڑکوں کو اور ان کے والدین کو یعنی جس کو داماد بنانا ہو اس کو ہمارے پاس لے آؤ تا کہ ہم اس کا ذہن بنادیں۔ اور جن کے لڑکوں کی شادی ہے ان کی بھی تو بیٹیاں ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اس مشورے سے وہ بھی خوش ہوں گے۔ میں ان کو یہ سمجھاؤں گا کہ اگر آج تمہارا بیٹا داماد ہے تو کل تمہیں بھی اپنی بیٹی کے لیے داماد ڈھونڈنا پڑے گا۔ جیسا تم چاہتے ہو کہ لڑکے والے تمہارے اور تمہاری بیٹی کے ساتھ سلوک کریں وہی سلوک تم دوسرے کی بیٹی کے ساتھ کرو۔ ایک ہاتھ سے دو، ایک ہاتھ سے لو۔ بس آج کی مجلس کا خلاصہ یہی ہے کہ معاشرے سے بُرائیوں کو مٹانے کی کوشش کریں۔

تصاویر سے بچو!

ایک مسئلہ بتانا تھا کہ گھروں میں جانداروں کی تصویریں مت رکھو۔

ایک دعوت میں ایسا ہوا کہ مردہ تتلیوں کو خشک کر کے کیمیکل لگا کر بہترین اسپرے کی ہوئی رکھی تھیں، میں نے کہا کہ یہ جائز نہیں ہے، انھوں نے فوراً اُتار دیں۔ بعض لوگ مردہ شیر کا شکار کر کے اس میں بھوسہ بھر کے رکھ دیتے ہیں یہ تو مجسمہ ہے یہ تو اور بھی حرام ہے کوئی بھی تصویر ہو چاہے روضۂ مبارک کی تصویر ہو اگر اُس میں بھی کسی حاجی صاحب کی تصویر نظر آ رہی ہے تو اُس کے چہرے پر ٹیپ لگا دو۔ گھروں سے تصویروں کو نکالو ورنہ رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے۔

جائیداد میں بہنوں کا حق دبانا

آج ایک بات اور یہ بتانی ہے کہ والدین کی جائیدادوں پر بھائی قبضہ کر لیتے ہیں اور بہنوں کو حق نہیں دیتے۔ اگر کوئی ایک بہن اور ایک بھائی ہے اور باپ نے تین لاکھ روپے چھوڑے ہیں تو دو لاکھ بھائی کے اور ایک لاکھ بہن کے ہیں لیکن بھائی بہن سے کہتے ہیں حتّٰی کہ جو دین دار ہے وہ بھی یہی کہتا ہے کہ دیکھو بہن! مجھ سے اپنا حق مت مانگنا، سال میں ایک مرتبہ بال بچوں کے ساتھ میرے یہاں آؤ، میں تمہیں خوب کھلاؤں گا اور تم کو اور تمہارے بچوں کو جوڑا بھی دوں گا لیکن اگر تم نے حصہ کا نام لیا تو باپ دادا کی چوکھٹ سے محروم کر دوں گا، آنے بھی نہیں دوں گا۔ اور بعض جو بہت زیادہ دیندار ہوتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ بہن اپنا حق معاف کر دے چاہے بہن دال روٹی کھا رہی ہو اور یہ جناب بکرے کا دست کھا رہے ہیں مگر وہاں جا کر اپنا دست پھیلا رہے ہیں۔ اب بہن جو بے چاری غریب ہے وہ یہ سوچتی ہے کہ بھائی آیا ہے تو مارے شرم کے معاف کر دیتی ہے تو ایسی معافی کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے، اس کا جو حق بنتا ہے اس کے ہاتھ پر رکھ دو کہ بہن یہ تیرا حصہ ہے، اب اگر وہ خود سے کہے کہ بھائی! مجھے اللہ نے بہت دیا ہے، کراچی، لاہور اور فیصل آباد میں میری فیکٹری

چل رہی ہے، آپ اسے اپنے بال بچوں پر خرچ کر دیں تب تو جائز ہو سکتا ہے مگر ایسا کرنا جائز نہیں کہ حصہ دیا نہیں اور پہلے ہی معاف کرا لیا۔

مہر کی معافی

بعض لوگ تو بیوی سے بھی کہتے ہیں کہ مہر معاف کر دو، یہ معاف کرانا صحیح نہیں ہے، بیویوں کے ہاتھ پر مہر رکھ دو، اگر اکٹھا نہیں دے سکتے تو قسطوں میں ادا کر دو، مہینہ میں سو دو سو روپے دے دو چاہے دس سال میں ادا کرو مگر معاف کرانا یہ صحیح نہیں ہے، غیرت کے بھی خلاف ہے کہ مرد اپنی بیوی سے کہے کہ مہر معاف کر دو، ایسی معافی کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے، ہاں اگر مرنے لگو اور دیکھ لیا کہ اب ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے، تب کہہ سکتے ہیں کہ تم ہمیں معاف کر دو خدا تمہیں معاف کرے گا لیکن جیتے جی جب تک ہاتھ پیر سلامت ہیں، ہٹے کٹے ہو کھا پی رہے ہو اس وقت ایسی بات کرنا غیرت کے بھی خلاف ہے۔

دوسرا ظاہری گناہ: بے پردگی

پردہ کی ہدایت: چادر نافع ہے کافی نہیں

ظاہری گناہ میں نمبر دو ہے کہ خواتین بے پردہ گھر سے باہر نہ نکلیں، برقعہ کا استعمال کریں۔ ننگے سر پھرنے کے بجائے چادر لینا غنیمت ہے لیکن کافی نہیں ہے نافع تو ہے مگر کافی نہیں ہے۔

تبلیغی جماعت نافع ہے، کافی نہیں

اس پر مجھے مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی بات یاد آ گئی، وہ فرماتے ہیں کہ تبلیغی جماعت سارے عالم کے لئے نافع تو ہے کافی نہیں

ہے کسی شیخِ کامل سے اصلاح کروانی پڑے گی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تبلیغی نصاب میں جو ساری دنیا کی تبلیغی جماعت میں پڑھی جاتی ہے لکھا ہے کہ جب تک کونوا مع الصادقین یعنی کسی متقی کی صحبت نہیں ملے گی اصلاح نہیں ہوسکتی، تقویٰ نہیں آسکتا چاہے ایک ہزار مرتبہ چلہ لگالیں لہٰذا تبلیغی جماعت کے لیے حضرت ابرارالحق صاحب کا یہ جملہ ہے کہ یہ جماعت نافع تو ہے مگر کافی نہیں ہے۔ اسی لیے لوگوں کو بھی کسی شیخ کامل سے بیعت ہونا چاہیے اور جو دین کی سمجھ رکھتے ہیں وہ تبلیغی حضرات بھی بیعت ہوتے ہیں۔

اسی طرح چادر اوڑھنا جس سے چہرہ کھلا رہ جاتا ہے نافع تو ہے کافی نہیں ہے لہٰذا برقعہ کا استعمال ضروری ہے، جتنی صالح عورتیں، جتنی ولی اللہ عورتیں گذری ہیں سب نے مکمل پردہ کیا ہے یہاں تک کہ جو خدا سے بہت زیادہ ڈرنے والی ہیں انہوں نے ہاتھوں پر دستانہ بھی پہنا ہے کہ میرے ہاتھوں کی انگلیاں بھی کوئی نہ دیکھ سکے اور پیروں میں موزے بھی پہنتی ہیں۔ آج بھی حج کے زمانہ میں ایسی اللہ والیاں نظر آتی ہیں کہ جب وہ طواف کرتی ہیں تو برقعہ کے ساتھ طواف کرتی ہیں، گرمیوں کے موسم میں بھی ان کے پاؤں میں موزے ہوتے ہیں، جس کو خدا اپنا بناتا ہے ایسا وہی کرسکتی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا بناتا ہے اس کو اپنے غضب وعذاب والے اعمال سے بچنے کی توفیق بھی دیتا ہے۔

ہاتھی والے سے دوستی کی مثال

میرے مرشد اوّل حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہاتھی پر سوار ایک شخص نے جھونپڑی والے سے کہا کہ بھئی! ہم تم سے دوستی کرنا چاہتے ہیں تو اس نے کہا کہ راجہ صاحب آپ تو جب آئیں گے ہاتھی پر بیٹھ کر

آئیں گے اور میری جھونپڑی تو چھوٹی سی ہے تو اس نے کہا کہ جب میں کسی کو دوست بناتا ہوں تو پہلے اس کا گھر اتنا بڑا بنواتا ہوں کہ میں ہاتھی پر بیٹھ کر اس کے گھر داخل ہوسکوں، اس کی فکر کرنا تمہاری ذمہ داری نہیں ہماری ذمہ داری ہے۔ تو حق تعالیٰ بھی جس کو اپنی ولایت اور دوستی کے لئے قبول فرماتے ہیں اس کے دل کا دروازہ یعنی اس کے دل کی ہمت اور حوصلہ کو اتنا بلند کرتے ہیں کہ وہ خدا کے قہر وغضب کے عذاب سے اپنے کو بچانے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے۔ اعمال واخلاق اللہ کی طرف سے دیئے جاتے ہیں، بس اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا بنانے کا فیصلہ فرمالیں پھر دیکھو کیسے کام بنتا ہے۔

میں ایک بات یہ عرض کردوں کہ بعض لوگ پوچھتے ہیں یہاں خواتین کا بیان سننے کا انتظام ہے؟ میں ان کو بتاتا ہوں کہ یہاں خواتین کے لئے بیان سننے کا پردہ سے بہترین انتظام ہے، لاؤڈ اسپیکر کی جتنی آواز آپ یہاں سن رہے ہیں اتنی ہی آواز خواتین کو بھی سنائی دیتی ہے، ان کے لئے کئی کمرے ہیں، خواتین بہت زیادہ تعداد میں آتی ہیں، اللہ ہم سب کو نفعٔ کامل عطا فرمادے۔

شرعی پردہ میں شرم نہ کریں

تو میں خواتین سے کہتا ہوں کہ وہ برقعہ استعمال کریں اب اگر دس سال تک انہوں نے چادر اوڑھی ہے تو اب ان کو شرم آئے گی کہ سب عورتیں ہنسیں گی کہ اچھا تم بھی ملانی ہوگئی۔ یاد رکھو! اِن سب کو ہنسنے دو، قیامت کے دن تم کو رونا نہیں پڑے گا۔ اور جو مرد ڈاڑھی رکھ لیں ان سے بھی یہی کہتا ہوں جو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ڈاڑھی رکھنے پر لوگوں کو ہنسنے دو قیامت کے دن تمہیں رونا نہیں پڑے گا۔ اے بہنو! اور خواتین! برقعہ استعمال کرو، اگر لوگ ہنستے ہیں تو ہنسنے دو ؎

یہ صحنِ چمن یہ لالہ وگُل ہونے دو جو ویراں ہوتے ہیں

تخریبِ جنوں کے پردے میں تعمیر کے ساماں ہوتے ہیں

بگڑتی ہے دنیا بگڑنے دو! بدنامی ہوتی ہے ہونے دو! مگر اپنے اللہ کو راضی کرلو! ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھنا کہ ایک دن یہی ہنسنے والی عورتیں تم سے دعائیں کروائیں گی، جب دیکھیں گی کہ یہ اپنے دل کی پکی ہے، ہمارے ہنسنے سے نہیں ڈرتی تو یہی عورتیں تم سے دعائیں کروائیں گی اور انہیں مردوں سے لوگ دعائیں کراواتے ہیں جن کی ڈاڑھی ایک مٹھی ہوتی ہے۔

زمانہ سے نہ ڈرو، حضرت مفتی شفیع صاحب کا ارشاد

حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ زمانہ سے مت ڈرو، زمانہ مخلوق ہے، اللہ سے ڈرو، اللہ خالق ہے پھر اپنا ایک شعر سنایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ کی رفتار نہیں چلو گے تو گاڑی نہیں چلے گی۔ تو مفتی شفیع صاحب فرماتے ہیں ؎

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں

ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

ذرا دین کے معاملہ میں ضد کر کے دیکھو جیسے دنیاوی معاملہ میں ہم ضد کرتے ہیں۔

ایک خان صاحب کی نوافل میں ضد کا لطیفہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ میں ہے کہ ہندوستان کے ایک گاؤں میں ایک خان صاحب تھے، ایک دن وہ مسجد میں اوّابین کی نفلیں پڑھ رہے تھے، انہوں نے دیکھا کہ کپڑا سینے والی قوم کا ایک اللہ والا آدمی بھی اوّابین کی نفلیں پڑھ رہا ہے، تو خان لوگوں میں احساس برتری ہوتا ہے، تو اس خان

نے دیکھا کہ جب میں نے نفلیں پڑھیں تو اس نے بھی مزید دو چار رکعت پڑھیں جو بے چارہ قوم کے لحاظ سے غریب تھا لیکن اللہ والا تھا، عزت والا تھا جیسے کوئی موچی ہو جو جوتا گانٹھتا ہو تو کیا وہ اللہ والا نہیں ہوسکتا؟ وہ موچی جو اللہ والا ہو اس قوم سے اچھا ہے جو سید ہو یا کوئی بھی ہو مگر گناہ میں مبتلا ہو۔تو جب خان صاحب نے دیکھا کہ جب میں نے دو رکعت پڑھیں تو اس نے بھی دو رکعت پڑھیں تو خان صاحب سمجھے کہ یہ میری ضد میں نماز پڑھ رہا ہے، اپنی بزرگی اور فقیری دِکھا رہا ہے، تو وہ جلدی سے ضد میں کھڑے ہوئے اور کہا نیت کرتا ہوں میں ایک ہزار رکعات کی۔

ایک صاحب کا واقعہ جن کا ناشتہ چرالیا گیا

اس پر ایک اور لطیفہ یاد آگیا ہمارے ایک دوست ڈاکٹر اشتیاق صاحب الٰہ آباد طبیہ میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے۔ ان کی اماں نے ان کو ایک مہینے کا ناشتہ بنا کر دیا جو دیسی گھی، آٹا اور شکر ملا کر بنا تھا، اس کو خستہ کہا جاتا ہے۔ وہ الٰہ آباد کالج میں دیہات سے آئے تھے۔ اب کالج کے لڑکے جو ہیں میں ان کی شکایت کیا کروں بس اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ کسی لڑکے کا ناشتہ چرانے میں ذرا بھی خوفِ خدا نہیں کرتے تھے لہٰذا تالا توڑ کر ان کا سارا ناشتہ کھا گئے۔ اب ڈاکٹر صاحب جب صبح اپنا بکسہ کھولنے لگے تو دیکھا کہ تالا ٹوٹا ہوا تھا، اب اماں کی پکائی ہوئی چیزوں میں بچے کو مزہ بھی زیادہ آتا ہے، انہوں نے بڑے شوق سے سوچا تھا کہ اپنی اماں کا پکایا ہوا ناشتہ کروں گا اب جو دیکھا تو سب ناشتہ غائب۔ سمجھ گئے کہ کالج کے لڑکوں نے تالا توڑ کر سب کھالیا، ان کا میڈیکل کالج کا آخری سال تھا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ میں کالج کے ان لڑکوں سے انتقام لوں گا لہٰذا عبدالقادر حلوائی کے یہاں سے گلاب

جامن لے کر آئے، الٰہ آباد یوپی کا بڑا شہر ہے، یہاں الٰہ آباد کے لوگ بیٹھے ہیں، یہ جانتے ہیں کہ وہاں عبدالقادر حلوائی مشہور تھا۔ تو انہوں نے ہر گلاب جامن میں انجکشن سے ایک ایک قطرہ جمال گوٹہ کا ڈال دیا۔ گلاب جامن کے میٹریل کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ سوئی نکالنے کے بعد اس میں نشانات نہیں ہوتے۔ ادھر کالج کے لڑکوں کے منہ کو خستہ لگ چکا تھا۔ لہٰذا انہوں نے پھر تالا توڑا اور جلدی جلدی ایک ایک گلاب جامن کھالی۔ ایک قطرہ جمال گوٹے سے کم سے کم پچاس دست آتے ہیں لہٰذا سارے کالج کے لڑکوں کو پچاس دفعہ مسٹر ہیگ بننا پڑا۔ لیٹرین سے واپس آتے ہوئے لوٹا زمین پر رکھنا چاہتے تھے کہ لوٹا زمین سے ٹچ نہیں ہوتا کہ دوبارہ پاخانہ لگ جاتا تھا، اس قدر غضب کے مروڑے آرہے تھے کہ بس کچھ نہ پوچھو۔

مروڑوں کا ایک واقعہ

مروڑوں پر بھی ایک قصہ یاد آیا۔ ایک مولوی صاحب نے تقریر کی کہ جو اللہ کے راستے میں ایک روپیہ خرچ کرتا ہے اس کو دس گنا ملتا ہے، فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ایک پر دس کا وعدہ ہے۔ تو ایک بخیل کنجوس تھا، اس کے پاس دس اشرفیاں تھیں، اس نے سوچا کہ دس اشرفی کسی مسکین طالبِ علم کو دے دوں تو مجھے سو اشرفیاں ملیں گی۔ اس نے مولوی صاحب کا وعظ سن کر جلدی سے دس اشرفی مولوی صاحب اور طالب علم اور مؤذن و امام کی خدمت میں پیش کردی۔ اب انتظار کررہا ہے کہ دس اشرفی کے بدلے میں اس کو سو اشرفی مل جائے، ایک دن انتظار کیا، دو دن انتظار کیا، تیسرے دن کہا کہ وہ دس تو چلی گئیں، ان کے بدلے ایک اشرفی بھی نہ آئی، اب وہ لوٹا لے کر دوڑنے لگا کہ سو تو کیا ملتیں اصل پونجی دس بھی غائب ہوگئیں، اس کو غم سے دست لگ گئے، بار بار دست آنے

لگے، غم زیادہ شدید ہو تو پیچش بھی ہو جاتی ہے جس کو بنگلہ دیش والے اماشے کہتے ہیں۔ تو دیہاتیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کھیتوں میں رفع حاجت کرتے ہیں اور تنکے یا پتھر سے زمین کریدتے رہتے ہیں کیونکہ انسان کو مشغول رہنا چاہیے، دیہاتی یہ سبق خوب یاد رکھتا ہے کہ اپنے کو مشغول رکھو لہٰذا وہ دو طرح سے مشغول رہتے ہیں، ایکسپورٹ کے وقت ہاتھ سے بھی مشغول رہتے ہیں۔ خدا کی دین کہ سو برس پہلے وہاں کسی نے سو اشرفیاں دفن کی تھیں اور کئی برس کی بارشوں سے اس جگہ کی مٹی بہہ گئی تھی، صرف ایک انچ رہ گئی تھی۔ اب جب اس نے زمین کی مٹی ہٹائی تو کوئی سخت چیز آئی، پھر اس نے اور زیادہ زور لگایا تو سو اشرفی کی ایک تھیلی ملی۔ بس اس نے مارے خوشی کے استنجا بھی نہیں کیا، بغیر استنجے کے مولوی صاحب کو تلاش کرنے کے لیے دوڑا۔ مولوی صاحب اس گاؤں سے دوسرے گاؤں دو تین میل دور وعظ کہنے چلے گئے تھے، وہ بغیر استنجے کے دوسرے گاؤں بھاگ گیا اور درمیان وعظ میں اس نے دور سے چلّا کر مولوی صاحب سے کہا کہ مولوی صاحب! پہلے میری ایک بات سن لیں پھر وعظ کریں۔ مولوی صاحب گھبرا گئے کہ پتہ نہیں کیا معاملہ ہے جو ایسا رعب ڈال رہا ہے۔ دیہاتی بولا کہ آپ کو وعظ کہنے کا پورا سلیقہ نہیں ہے، آپ نامکمل وعظ کہتے ہیں کیونکہ آپ نے جو بیان کیا کہ ایک پر دس ملتے ہیں تو یہ بھی بیان کریں کہ ایک پر دس تو ملتے ہیں مگر مروڑے بھی غضب کے آتے ہیں۔

تو ڈاکٹر اشتیاق صاحب کے کالج میں جب دست بدست جنگ شروع ہوئی تو پرنسپل نے ایس پی اور ہیلتھ آفیسر کو فون کیا کہ میرے کالج میں ہیضہ پھیل گیا ہے۔ اب جناب ہیضہ کی دوائی چھڑکی جا رہی ہے، ہیضے کے انجکشن لگ رہے ہیں اور ڈاکٹر اشتیاق خود دل ہی دل میں ہنس رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں اور کھاؤ! گلاب جامن۔ یہ واقعہ خود انہوں نے مجھ سے بیان کیا۔ ڈاکٹر اشتیاق اعظم گڈھ پھولپور

کے ہسپتال میں تھے، انہوں نے اپنے کالج کے زمانے کا یہ قصہ مجھے سنایا۔

ایسے ہی شیطان بھی گناہوں کے گلاب جامن میں اللہ کے غضب اور قہر اور نافرمانی کا جمال گوٹہ رکھ دیتا ہے۔ گناہ اوپر سے بہت مزیدار معلوم ہوتا ہے لیکن گناہ کر لینے کے بعد اس کے دل پر بے چینی، پریشانی، اللہ کے غضب اور قہر کا نزول ہوتا ہے، تو اس کی حیات اتنی تلخ ہوجاتی ہے کہ لوگ خودکشی تک کر لیتے ہیں، کتنے لوگوں نے گلے میں پھندا لگالیا، کتنے گناہ کرتے کرتے پاگل ہوگئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو پناہ میں رکھے۔ بس یہ سمجھ لو کہ گناہوں کے گلاب جامن میں شیطان نے اللہ کے غضب کا جمال گوٹہ ڈال دیا ہے۔

چین و سکون اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہے

خیر یہ تو درمیان میں چند لطیفے آگئے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ کے بغیر کہیں چین وسکون نہیں مل سکتا۔ مجھ کو اسلام آباد میں فرانس کا ایک عیسائی طالب علم ملا تھا، میں نے اس سے پوچھا کہاں پڑھ رہے ہو؟ اس نے بتایا میں راولپنڈی میں پڑھ رہا ہوں۔ تو میں نے کہا اسلام کیسے لائے؟ اس نے بتایا کہ ہم مالدار لوگ ہیں، ہم سب کے پاس یعنی ماں، بہن سب کے پاس گاڑی بنگلہ سب کچھ ہے لیکن ہم چین اور سکون سے محروم ہیں، ہم کو نیند نہیں آتی، ہم نشہ کرتے تھے پھر بھی ہم کو نیند نہیں آتی تھی، ایک تبلیغی جماعت آئی اور سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر اپنا اجتماع کیا، پھر فٹ پاتھ ہی پر بغیر بستر بچھائے معمولی سی چادر پر سو گئے حالانکہ وہاں چھوٹی چھوٹی کنکریاں بھی تھیں، اوپر نیچے بلاک بھی تھے لیکن وہ ایسا سوئے کہ ان کے سونے کی رسید بھی محسوس ہوگئی۔ معلوم ہے سونے کی رسید کیا ہے؟ خراٹے! تو اسی وقت ہم نے ان تبلیغی بھائیوں سے

پوچھا آپ کو نیند کیسے آ گئی؟ آپ کون سی نشہ کی گولیاں کھاتے ہیں؟ کون سی ٹیبلٹس (Tablets) استعمال کرتے ہیں؟ نشہ آور کیا چیز کھاتے ہیں؟ جس سے آپ کو نیند آ جاتی ہے تو ان تبلیغی حضرات نے مجھ کو بتایا کہ ہم کوئی نشہ آور گولیاں نہیں کھاتے لیکن ہم اللہ تعالیٰ کو راضی رکھتے ہیں اور ان کا نام لیتے لیتے سو جاتے ہیں۔ میرا شعر ہے۔

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
ان کے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا

اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور نیند فوراً آ گئی۔ بعض لوگوں نے پوچھا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ جب ہم اللہ کا نام لیتے ہیں تو فوراً نیند آ جاتی ہے اور جو سینما میں ناچ گانے دیکھ رہے ہیں ان کو نیند نہیں آتی تو بزرگوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ سینما اور ناچ دیکھتے وقت نیند کیسے آئے گی، وہاں شیطان سونے نہیں دیتا اور یہاں رحمٰن سُلا دیتا ہے۔ ماں کی گود میں بچہ کیسے آرام سے سوتا ہے اور دشمن جو بچہ کو اذیت پہنچانے کے لئے تھوڑی دیر بعد چٹکی دیتا ہو تو ایسا بچہ سو سکتا ہے؟ تو نفس دشمن اور شیطان کی گود میں اور شیطانی ماحول میں رہنے والے کو کہاں سے نیند آ سکتی ہے۔ وہ تو روح کے عذاب میں مبتلا ہے، آگ کے انگاروں میں اذیت کی حالت میں کیسے نیند آ سکتی ہے لہٰذا جب تک کوئی نیند کے خالق کو راضی نہیں کرے گا اُس وقت تک اس کو اچھی نیند بھی نہیں ملے گی، جو خوشی کے پیدا کرنے والے کو خوش نہیں کرے گا وہ خوشی کو خواب میں بھی نہیں پائے گا۔ بس اس فرانسیسی طالبِ علم نے کہا کہ میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہے کہ ساری دنیائے کفر پرسکون نیند سے محروم ہے جب تک گولیاں اور نشہ آور چیزیں نہ کھائے

اور میں نے تبلیغی دوستوں کی نیند دیکھی کہ وہ تسبیح پڑھتے پڑھتے سو گئے۔ تو معلوم ہوا کہ واقعی اللہ تعالیٰ کا نام اور اللہ والوں کی صحبت بہت بڑی نعمت ہے۔

یادِ حق تعالیٰ اور یادِ معشوقانِ مجازی میں فرق

پرتاب گڑھ میرا ضلع ہے، ایک مرتبہ وہاں چاند اور تارے نکلے ہوئے تھے تو حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ؎

تیرے جلوؤں کی رنگیں بہاریں
دیکھتے دیکھتے سو گئے ہم

تو بات اس پر تھی کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے سکون ملتا ہے اور گناہوں کی خباثت اور نحوست سے بے سکونی، بے خوابی ملتی ہے، نیند اُڑ جاتی ہے۔ کوئی شخص گناہ کی اسکیم بنا رہا ہو تو اسے نیند نہیں آتی جب تک کہ توبہ نہ کرلے، کوئی شخص کسی کو بری نظر سے دیکھ رہا ہو تو کیا وہ سو سکتا ہے، لیکن جب تسبیح اٹھائی تو سو گئے۔ واہ اللہ کا کیا نام ہے! تسبیح پڑھتے ہی نیند آجاتی ہے، یہاں تک کہ تسبیح پڑھنے والوں کے ساتھ بیٹھنے سے بھی نیند آجاتی ہے۔ بعض دوستوں نے کہا ہے کہ جہاں اللہ اللہ ہوتا ہے جب ہم وہاں جاتے ہیں تو بہت جلدی نیند آجاتی ہے کیونکہ فریزر میں گرم بوتل بھی ٹھنڈی ہوجاتی ہے، اللہ والوں کے قلب میں اس قدر ٹھنڈک ہے جس سے وہ گویا ایک طرح کا فریج ہیں جو ان کے پاس بیٹھتے ہیں تو ان کی پریشانی کی گرمیاں ٹھنڈک سے بدل جاتی ہیں۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا سانحۂ انتقال

اللہ والوں کا ذکر ہو رہا ہے، ایک غم ناک خبر سناتا ہوں۔ آہ! حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوگئے، آج دل روتا ہے، چند

دن پہلے ہم ان کا نام لیتے تھے تو دامت برکاتہم کہتے تھے۔ لیکن ۱۲؍اکتوبر کا دن گذار کراور ۱۳؍اکتوبر کی شب کو ۱۰ بج کر ۲۰ منٹ پر ان کا انتقال ہوا۔ لہٰذا آج ہم کو بادلِ نخواستہ صدہا غموں کے ساتھ انہیں رحمۃ اللہ علیہ کہنا پڑ رہا ہے کیونکہ رحمۃ اللہ علیہ کہنے سے ہم کو ان کے انتقال اور موت کا تصور ہوتا ہے۔

چھپ گیا چاند، رات باقی ہے

کامل صاحب نے الٰہ آباد سے اپنے درد وغم کا اظہار کیا اور مجھے خط میں حضرت کے دنیا سے تشریف لے جانے پر عجیب وغریب شعر لکھا کہ جب حضرت دنیا سے تشریف لے گئے تو شیخ کے انتقال پر کتنا صدمہ ہوتا ہے بعضوں کو اپنے باپ کے انتقال سے اتنا صدمہ نہیں ہوتا جتنا شیخ کے انتقال سے ہوتا ہے۔ ہاں وہ باپ جو استاد بھی ہو، مربی بھی ہو، شیخ بھی ہو، وہ مستثنیٰ ہے۔ بہرحال انہوں نے مجھ کو شعر لکھا کہ میرے شیخ شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دل بجھ گیا ہے ؎

بجھ گیا دل حیات باقی ہے
چھپ گیا چاند رات باقی ہے

اور مجھے تو ایسے محسوس ہوا کہ سارے عالم سے چاند چھپ گیا، ولی کا ایک خاص نور ہوتا ہے، وہ ہمارے بڑوں کے بھی بڑے تھے۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ شان تھی کہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے گھر تشریف لے گئے، ان کے دروازہ پر چارپائی بچھی تھی، حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب بھی موجود

تھے اور میں بھی تھا تو مولانا شاہ عبدالغنی صاحب نے زمین کی طرف دیکھا پھر آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ مجھے مولانا کا نور زمین سے آسمان تک محسوس ہورہا ہے۔ مولانا کے گھر سے چند قدم کے فاصلہ پر جنگل تھا، ان کا گھر چھوٹے سے گاؤں میں تھا جس کے پاس جنگل ہی جنگل تھا، اس جنگل میں انوار ہی انوار نظر آتے تھے۔ ضلع اعظم گڑھ موضع کوٹیلہ میں ایک عالم نے مولانا شاہ محمد احمد صاحب سے سوال کیا کہ آپ کے گھر کے سامنے جو جنگل ہے اس میں اتنا نور کیوں محسوس ہوتا ہے کہ سارا جنگل انوار سے بھرا ہوا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے جوانی میں اس جنگل میں روزانہ ستر ہزار مرتبہ اللہ اللہ کیا ہے۔

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم
تا ابد جاناں چنیں می بایدم

اور مولانا کا اللہ! اللہ! کہنا ہماری آپ کی طرح نہیں ہوتا تھا، حضرت مولانا محمد احمد صاحب رات کو تین بجے اٹھ کر اللہ! اللہ! کرتے تھے، ایسی درد بھری آواز، پیاری اور سریلی آواز تھی، جب وہ اپنے گھر کے اندر اللہ! اللہ! کہتے تھے تو باہر تک آواز جاتی تھی بس دل تڑپ جاتے تھے۔

لذتِ خالقِ لذّات

بس سمجھ لو آوازیں بھی ہر ایک کی الگ الگ ہوتی ہیں، اسی لئے جب میں نے یہ حدیث پڑھی کہ جنت میں اللہ تعالیٰ اپنا کلام خود سنائیں گے تو اب آپ بتائیے کہ جب قاری عبدالباسط مصری اور قاری حذیفی جیسی آواز والوں نے تلاوت کی ہے تو ان کی آواز کی کشش سے یہودی اور عیسائی ایمان لے آئے، انہوں نے کلام اللہ کو اس طرح پڑھا کہ ان کے حسنِ قراءت سے یہودی اور عیسائی کافر ایمان لے آئے تو جو اللہ ایسی آواز کا خالق ہے کہ جسے سن کر کافروں کے دلوں پر زلزلہ پیدا

ہوجائے اور وہ اسلام لے آئیں تو جب اُس آواز کا خالق اپنا کلام خود تلاوت کرے گا تو کیا عالم ہوگا۔ علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ جنت میں اپنا کلام خود پڑھ کر سنائیں گے تو اہل جنت کو جنت میں ایسا مزہ کبھی نہیں ملا ہوگا جیسا اللہ تعالیٰ کی آواز میں آئے گا۔

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ کا نام لینے سے نیند کیوں آجاتی ہے؟ اس پر مجھے مولانا محمد احمد صاحب کا شعر یاد آیا ؎

گیا میں بھول گلستاں کے سارے افسانے
دیا پیام کچھ ایسا سکوتِ صحرا نے

صحرا اور جنگل کی خاموشی، اس پر ایک شعر یاد آیا ؎

کوئل کا دُور دُور درختوں پہ بولنا
سینوں میں اہلِ درد کے نشتر گھنگھولنا

اہل اللہ سے پوچھو کہ ان کو اللہ کا نام لینے میں کیا مزہ آتا ہے۔

غذائے ذکر اللہ کا فیض

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! تمہیں ہگنے موتنے سے فرصت نہیں، شربت پی لیا، پیشاب کرلیا، رات کو کھانا کھالیا، صبح لیٹرین میں جا گُھسے تو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

خوئے معدہ زیں کہہ وجو باز کن
خوردنِ ریحان و گل آغاز کن

ارے اپنے معدے کو چند دنوں کے لئے ذرا آرام دو، زیادہ خوراک نہ کھاؤ، خوراک کی فکر زیادہ نہ کرو، ریحان وگل کی غذا کھاؤ یعنی اللہ کے ذِکر کی غذا کھاؤ۔ میں کیا عرض کروں پھر ایسے علوم وارد ہوتے ہیں، اللہ کے ذِکر سے

اہل اللہ کو اللہ ایسے علوم عطا کرتے ہیں کہ خود اُن کی روح مست ہوتی ہے پھر وہ دوسروں کو مست کرتے ہیں۔

لگا تا وہی ہے جس کو لگی ہو

یاد رکھو! بزرگوں کے مستانہ کلام کو پڑھ کر کوئی مست نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کی روح خود مست نہ ہو، جو خود مست نہیں ہوگا وہ دوسروں کو کیا مست کرے گا۔ ناظم آباد میں تبلیغی جماعت کے ایک بزرگ تھے شاہ عبدالعزیز صاحب، دہلی کے تھے، ٹنڈو آدم میں ان کی قبر ہے۔ ایک دن فرمایا میاں! تبلیغ نام ہے لگانے کا اور لگا وہی سکتا ہے جس کو لگی ہو، وہ ظالم کیا تبلیغ کرے گا جسے خود نہ لگی ہو جو خود تقویٰ کے نور کی ٹھنڈک سے بے خبر ہے وہ دوسروں کو تقویٰ کی تعلیم کیا دے گا، جو خود آگ میں جل رہا ہے وہ ظالم اللہ کے نور کی ٹھنڈک کو کیا بتا سکتا ہے۔ اسی پر حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ؎

گیا میں بھول گلستاں کے سارے افسانے
دیا پیام کچھ ایسا سکوتِ صحرا نے

آہ! صحرا کی خاموشی سے حضرت کو کیا مزہ آتا ہوگا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی میں بھی جنگل میں جاتا ہوں، ایسی جگہ اللہ! کہتا ہوں جہاں سوائے آسمان کے میرا ذکر سننے والا کوئی نہیں ہوتا۔ فرماتے ہیں ؎

آہ را جز آسماں ہمدم نبود
راز را غیرِ خدا محرم نبود

اے دنیا والو! میں ایسی جگہ اللہ کی محبت میں آہ کرتا ہوں کہ میری آہ کا سوائے آسمان کے وہاں کوئی اور راز دار نہیں ہوتا، میری محبت کے راز کو سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

صرف رنگِ تقویٰ باقی رہتا ہے

جس نے خدا کو نہیں پایا اور اللہ کے نام کا لطف نہ اُٹھایا وہ دنیا سے محروم گیا، کچھ نہیں لے کر گیا، آیا تو ننگا، جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا پہن کر آتا ہے؟ چڈی بھی نہیں ہوتی، آیا تو ننگا اور گیا تو کفن لپیٹ کر۔ اس کے علاوہ آپ حضرات بتائیں کہ کوئی دنیا سے اور کیا لے کر جاتا ہے مگر ہاں! جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کیا ان کی روح میں انوارِ الٰہیہ یعنی ذِکر اللہ کے انوارات پیوست ہوجاتے ہیں، ان کی روح سے ان انوارات کو ساری کائنات کے سائنس داں الگ نہیں کر سکتے ؎

رنگِ تقویٰ رنگِ طاعت رنگِ دیں
تا ابد باقی بود بر عابدیں

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تقویٰ کا رنگ، نیکی اور پرہیزگاری کا رنگ، اللہ کے ذکر کا رنگ قیامت تک اللہ والوں پر قائم رہے گا، اس کو کوئی نہیں چھڑا سکتا، اللہ باقی اس کا رنگ بھی باقی، دنیا فانی اس کا رنگ بھی فانی۔ آپ دیکھیں جب جنازہ جاتا ہے تو آپ اس کے ہاتھوں میں نوٹ کی کتنی گڈیاں دیکھتے ہیں؟ اور اس کے منہ میں کتنے شامی کباب اور بریانیاں ہوتی ہیں؟ اور اس کے ساتھ کتنی بیویاں ہوتی ہیں؟ قبر میں کون کسی کے ساتھ جاتا ہے ؎

مال و اولاد تری قبر میں جانے کو نہیں

میں نے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کیا عمدہ شعر سنا تھا، آہ! اب ان کو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہوئے میرا دل ہل جاتا ہے، مگر کیا کریں یہ غم غیر اختیاری ہے۔ تو مولانا نے فرمایا کہ ؎

مال و اولاد تری قبر میں جانے کو نہیں
تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے چھڑانے کو نہیں
جز عمل قبر میں کوئی بھی ترا یار نہیں
کیا قیامت ہے کہ تو اس سے خبردار نہیں

جو اپنے لئے وہی اوروں کے لئے پسند کرتا ہوں

دوستو! میں اپنے لئے جو پسند کرتا ہوں آپ کے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو میں اپنی اولاد کے لئے پسند کرتا ہوں اپنے دوستوں کے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ اے خدا! اختر کو میری اولاد کو صاحبِ عزت کردے اور اولیاء والا دردِ دل عطا کردے تو یہ بھی کہتا ہوں کہ جو میرے ساتھ محبت رکھتے ہیں ان کو بھی محروم نہ فرمائیے، کیونکہ آپ کے خزانے میں کیا کمی ہے، میں صرف اپنی اولاد کے لئے کیوں مانگوں؟ میرے جو احباب ہیں وہ بھی میری روحانی اولاد ہیں لہٰذا ان کے لیے بھی مانگتا ہوں۔

خلوت میں یادِ الٰہی کی عادت ڈالیں

تو یہ عرض کرتا ہوں کہ کچھ دیر خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی عادت ضرور ڈالیں، یہ نہ کہو کہ فرض نماز تو ادا کردی اب یہ کیا ضروری ہے۔ کیا اللہ کا حق صرف فرض نماز ہی ہے؟ یہ اللہ کی عظمت کا حق ہے لیکن تنہائی میں ان کو یاد کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے۔ ایک شخص اپنی ماں کے پاس قبر پر گیا اور جاتے ہی قرآن شریف کی تلاوت شروع کردی، رات کو ماں نے خواب میں کہا کہ بیٹا! ذرا دیر خاموش کھڑے رہا کرو تاکہ تم کو دیکھ لوں تو تم آتے ہی فوراً قرآن پاک کی تلاوت شروع کردیتے ہو، قرآن پاک کے انوار میں تمہارا چہرہ چھپ جاتا ہے، اللہ کے کلام کا تم پر غلبہ ہوجاتا ہے اور میں تمہیں دیکھ نہیں پاتی۔

تو میں یہ عرض کرر ہا تھا کہ جو میں اپنے لئے چاہتا ہوں وہی اپنے احباب کے لئے چاہتا ہوں کہ تھوڑا سا وقت روزانہ تنہائی میں اللہ کا نام لینے کی عادت ڈالئے پھر یہ وقت نہیں ملے گا۔ اگر قبلہ رو ہو جایئے تو گھر کا کمرہ بھی کافی ہے، قبلہ رو ہو گئے تو بیوی بچے ایسے تھوڑی ہی آ کر جھانکیں گے کہ ابا کیا کرر ہے ہو! خلوت کی ایک قسم یہ بھی ہے اور اگر کبھی اللہ کہیں لے جائے اور جگہ ہو تو تنہائیوں میں بھی ٹھیک ہے۔ بہر حال جو تلاش کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ضرور مل جاتا ہے، جو خلوت چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اس کے لئے انتظام کر دیتے ہیں۔ کوئی کتنا ہی مشغول ہو کچھ منٹ ضرور تنہائی میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے، اگر روزی میں اور اپنی مشغولیات اور مصروفیات میں یا دینی خدمات میں بہت تھک جاتا ہے تو بھی تنہائی میں دس منٹ اللہ کی یاد میں بیٹھ جاؤ، چاہے زبان کو حرکت بھی نہ دو بس اتنا ہی خیال کر لو کہ میں اللہ کے سامنے بیٹھا ہوں جیسے کوئی بچہ بیمار ہو ماں کا پیر نہیں دبا سکتا، ابا کا پیر نہیں دبا سکتا تو چار پائی پر آ کر لیٹ جائے کہ ابا اماں کو دیکھ تو لوں، دیکھنے سے بھی ان کو تسلی ہو جائے گی چاہے بات کریں یا نہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندوں سے ایسی محبت ہے۔

حکیم الامت کا واقعہ

حکیم الامت مجدد زمانہ مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھنؤ میں اپنی بیماری کے علاج کے سلسلہ میں چھ ماہ کے لئے تشریف لے گئے، یہ چشم دید راوی نے مجھ سے بیان کیا، میرے دوست احباب اور گھر کے لوگ بھی اِن کو جانتے ہیں انہوں نے بتایا کہ میں حضرت کے پاس تھا اور حضرت اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ ڈاکٹر اور حکیم نے منع کر دیا کہ ذکر و تلاوت کچھ نہ کریں خالی فرض نماز پڑھ لیں وہ بھی بیٹھ کر لیکن حضرت کو دیکھا گیا کہ تہجد کا

وقت ہوتا تو اٹھ کر تیمم کر کے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر چپ چاپ بیٹھ جاتے تھے اور کبھی تکیہ لگا کر اس پر سر بھی رکھ لیتے تھے۔ ان کو اس سے کیا ملتا تھا یہ انہی سے پوچھیں یعنی حق تعالیٰ کے ساتھ خاموش مجالست کا مزہ انہی سے پوچھو۔

تو اگر کسی دن تھکاوٹ ہو اور ذِکر کرنے کی طاقت نہ ہو تو چپ چاپ خاموش مجالست کے ساتھ حق تعالیٰ کے پاس بیٹھ جاؤ اور اس کے لیے روزانہ کم از کم دس منٹ مقرر کرلو، یہ دس منٹ کی خلوت اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ کے دنیا کے سارے کاموں کی کفالت کرے گی اور آپ کی آخرت کے سارے کاموں میں مددگار ہوگی، اس کو معمولی نہ سمجھو! یہ حق تعالیٰ کی محبت کا بہترین نسخہ ہے۔

حصولِ محبتِ الٰہیہ کا بہترین نسخہ

ایک شخص نے حکیم الامت مجددملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت! اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہونے کا کیا ذریعہ ہے؟ فرمایا کہ دنیا میں کوئی انسان کسی انسان سے کس طرح محبت کرتا ہے؟ کوئی انسان کسی انسان سے محبت کرنا چاہتا ہے تو اس کے پاس روزانہ دس منٹ بیٹھ جایا کرے، چھ ماہ تک ایسا کرو، اس کے بعد اس کے پاس نہ جاؤ، پھر دیکھو وہ تمہیں ٹیلی فون کرے گا، آدمی بھیجے گا کہ ہمارے دوست سے پوچھو کہ کیا بات ہے آج کل نہیں آرہے ہو۔ تو جس انسان سے روزانہ ملاقات ہو اس سے محبت ہو جاتی ہے تو جب اللہ کے ساتھ روزانہ دس منٹ خلوت میں بیٹھے گا، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا، ذِکر کی صورت بنا کر بیٹھے گا تو کیا اللہ تعالیٰ کی محبت اس کو نصیب نہ ہوگی؟

ذکر و مناجات مقبول

اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی طاقت اس کو ہے تو پھر خاموش کیوں بیٹھے! اور جب اللہ تعالیٰ کا نام لیں تو پہلے اللہ پر جلّ جلالہٗ کہنا واجب ہے،

اسی طرح جب لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کریں تو چند مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر کلمہ پورا کریں۔ اگر مناجاتِ مقبول کی ایک منزل روزانہ پڑھ لیں تو سات دنوں میں قرآنِ پاک اور حدیثِ پاک کی ساری دعائیں اس کی زبان سے ادا ہو جائیں گی۔ مناجاتِ مقبول حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب فرمائی ہوئی ہے، اس کی روزانہ ایک منزل پڑھ لیں تو قرآنِ پاک اور حدیثِ پاک میں جتنی بھی دعائیں آئی ہیں سات دنوں میں سب اس کو حاصل ہو جائیں گی۔

درد بھرے دل سے اور محبت سے جتنا ہو سکے اللہ کا نام لیا کریں۔ یہ بظاہر تو دس منٹ کا ذکر ہے لیکن پتھر پر پانی کا قطرہ روزانہ گرے تو چند ماہ بعد پتھر پر نشان پڑ جائے گا۔ ایسے ہی ایک بار اللہ کے بعد جب دوسری مرتبہ اللہ کہا جاتا ہے تو بزرگوں نے لکھا ہے کہ پہلی بار اللہ کہا ہوا قبول ہوتا ہے تب دوسرا کہنے کی توفیق ہوتی ہے، اگر پہلا والا اللہ قبول نہ ہوتا تو دوسری دفعہ اللہ کہنے کی توفیق ہی نہ ہوتی، حق تعالیٰ کی طرف سے پہلے اللہ! کہنے میں بہت سے لبیک پوشیدہ ہیں۔ آپ خود سوچئے جس کا آنا پسند نہ ہو تو آدمی اُس کے لئے دروازہ بند کر دیتا ہے تو اگر اِس کا ذکر خدا کو پسند نہ ہوتا تو دوبارہ اللہ! کہنے کی اِسے توفیق ہی نہ دیتے۔ ایک اللہ! کے بعد جب دوسرا اللہ! نکلتا ہے تو وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے۔ آپ لوگ جتنا ہو سکے میری باتوں کو غور سنئے۔ (باہر کسی دکان کے لاؤڈ اسپیکر سے تلاوتِ قرآن پاک کی آواز آ رہی تھی اس پر فرمایا) اگر کلام اللہ کی تلاوت کی آواز آ رہی ہے تو بھئی یہی سمجھ لو کہ اس میں اللہ کے کلام کے انوار ہوتے ہیں اور جب فضاؤں میں کلام اللہ کے انوار پھیلتے ہیں تو گناہوں کے اندھیروں کی نحوستیں دور ہو جاتی ہیں۔ تو ایسی

فضاؤں میں انشاء اللہ تعالیٰ ہماری بات اور زیادہ مفید ہوگی، میں یہ نہیں کہتا کہ ایسے وقت پر اُن کو یہ لگانا چاہیے تھا، مناسب تو یہی تھا کہ اس وقت ایک دین کا کام ہورہا ہے وہ اِس کو نہ لگاتے لیکن اب جب کہ لگادیا تو شکرادا کرو کہ گانے کی آواز نہیں آرہی بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے انوار فضاؤں میں پھیل رہے ہیں یہ اُس سے تو بہتر ہے جو آج کل ہورہا ہے۔

اللہ کی نعمت کو کوئی نہیں روک سکتا

آج کل شادی ہورہی ہے تو گانے بج رہے ہیں اور گانوں کی آواز کانوں میں آرہی ہے، اگر اس سے ذکر میں خلل بھی ہو تو گھبراؤ مت۔ اللہ تعالیٰ جب آپ کو کوئی نعمت دینا چاہے گا تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو نہیں روک سکتی۔ حدیث پاک کی دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ
وَلاَ یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

(صحیح البخاری: باب الذکر بعد الصلاۃ)

نہیں روک سکتی کوئی طاقت آپ کو عطا کرنے سے، لا مانع میں لانفی جنس ہے: اور جسے آپ نہ دینا چاہیں اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ تو میں عرض کررہا تھا تھوڑی دیر خلوت کی عادت ڈالئے۔

أَنَا جَلِیسُ مَنْ ذَکَرَنِي اور صحبت اہل اللہ

تو دس منٹ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوت میں گذاریں ۱۴۴۰ منٹ اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں ۲۴ گھنٹے دن ورات کے خدا دیتا ہے اور ایک گھنٹے میں ۶۰ منٹ ہوتے ہیں۔ ۲۴ گھنٹے کو ۶۰ سے ضرب کیجئے تو ۱۴۴۰ منٹ بنتے ہیں

تو دس منٹ کا وقت بھی اللہ کو دینے کے لئے نہیں ہے! ارے اگر تھکے ہوئے تو دس منٹ خاموش ہی بیٹھ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرلو۔ حدیث قدسی میں ہے أَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي اللہ پاک فرماتے ہیں جب بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں اُس کے پاس رہتا ہوں جلیس ہوجاتا ہوں ہم نشین ہوجاتا ہوں اور وہ میری مجالست سے مشرف ہوجاتا ہے، کتنی بڑی نعمت ہے کہ بندہ زمین پر ہو اور عرش اعظم والا مولیٰ ہمارے ساتھ ہوجائے ان کی ہمیں ہم نشینی نصیب ہوجائے۔

اور دیکھو جملہ بھی کیسا ہے یہ! جملہ اِسمیہ ہے۔کیا مطلب کہ جب تک تم ذَكَرَنِي رہوگے میں تمہارا جلیس رہوں گا۔آہ! کیا مزہ آرہا ہے اس بات کو بیان کرنے میں، تو جب تک ہمیں یاد کرتے رہوگے ہمارے قرب سے تم مشرف رہوگے۔ جملہ اِسمیہ دوام اور ثبوت کے لئے آتا ہے أَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي جب تک تم ذَكَرَنِي رہوگے میں تمہارا ساتھی اور ہم نشین رہوں گا اور جو آدمی نیک بندوں کے ساتھ رہتا ہے اس میں پاکی آنے لگتی ہے، صالحین بندوں کے پاس بیٹھنے سے پاکی آتی ہے، اچھے خیال آتے ہیں، پاکیزہ خیالات آتے ہیں، گندے خیالات سے اس کو پاکی اور طہارت حاصل ہوتی ہے، تو جو خدائے پاک کے ساتھ رہے گا اس میں کتنی پاکی آئے گی، اس کا دل کتنا پاک ہوگا، جو حق تعالیٰ کے ساتھ روزانہ مجالست کرے گا تو آہستہ آہستہ حق تعالیٰ کی عافیت، ان کی سبحانیت اس کے قلب میں نفوذ کرجائے گی پھر اندھیروں سے اس کو مناسبت نہیں ہوگی، اللہ کے قرب کا مزہ چکھنے کے بعد اُس کی روح حق تعالیٰ کے قرب سے مانوس ہوجائے گی اور پھر گناہوں سے اپنے کو حق تعالیٰ سے دور کرنے پر راضی نہیں ہوگی۔

ماں باپ کے حقوق

یہ بات بھی حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے کہ تنہائی میں تھوڑی دیر ماں باپ کے پاس بیٹھا کرو، چاہے کتنا ہی روزی میں مشغول ہو، بال بچوں کی تربیت میں مصروف ہو لیکن ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ میرا بیٹا کم از کم پانچ منٹ ہمارے پاس بھی بیٹھ جائے۔ بظاہر یہ بات ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتی، بعض بیٹے نادانی سے کہتے ہیں کہ میں بہت مشغول ہوں۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک شخص کا بیٹا بارش میں گھر کی چھت ٹھیک کروارہا تھا، اس زمانہ میں برسات میں گھر کی چھتوں کو ٹھیک کرانا ہوتا تھا ورنہ بارش کا پانی ٹپکتا تھا۔ تو اس کو بارہ بج گئے تب اس کے باپ نے کہا کہ بیٹا یہ تمہارے اوپر جو دھوپ کی تیزی پڑ رہی ہے اس سے مجھ کو اذیت پہنچ رہی ہے، مجھ سے تمہاری تکلیف نہیں دیکھی جاتی۔ اس نے کہا کہ ابا آپ کو اس سے کیا مطلب؟ آپ اللہ اللہ کیجئے، یہ کام بہت ضروری ہے، اگر بارش ہوگئی تو میرے بیوی بچے سب پریشان ہوجائیں گے۔ اس کا باپ اس کے بچہ کو دھوپ میں لے آیا تب وہ چلّا اٹھا کہ آپ نے میرے چھوٹے سے بچہ کو دھوپ میں کیوں رکھا؟ تو باپ نے کہا کہ تم بھی تو میرے بیٹے ہو، اپنے بچے کا تو تم کو خیال آتا ہے مگر تم بھی تو میرے بچہ ہو، اب تمہیں پتہ چلا کہ ماں باپ کو کیا غم ہوتا ہے ؎

اگر تو صاحبِ اولاد ہوگا
تجھے اولاد کا غم یاد ہوگا

تو تھوڑی دیر ذکر اللہ کے لیے خلوت کی عادت ڈالئے اور تھوڑی دیر اپنے ماں باپ کے پاس بیٹھئے چاہے کتنے ہی مشغول ہوں کیونکہ بال بچوں کے

ساتھ تو پوری رات گذارنی ہے، وہاں چاہے آپ بات بھی مت کریں جا کے سو جائیں لیکن بیوی کو احساس ہے کہ شوہر ہمارے ساتھ ہیں اور بچوں کو بھی احساس ہے کہ ابا کمرے میں ہیں لیکن غریب ماں باپ کو ترساؤ مت، پانچ منٹ ان کے پاس بیٹھ جاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آٹھ سو شاگردوں کو پانچ ہزار تین سو چونسٹھ احادیث پڑھاتے تھے، راستہ میں ان کی درسگاہ کے پاس ان کی امّاں کا گھر پڑتا تھا تو وہ امّاں کو سلام کرتے ہوئے جاتے تھے۔

وہ ماں جو بچپن میں ہگاتی مُتاتی ہے اور سردی کے موسم میں جہاں بچہ پیشاب کرتا ہے وہاں خود سوتی ہے، گیلی جگہ پر خود سوتی ہے اور خشک جگہ پر بچے کو سلاتی ہے۔جس ماں نے اتنی قربانیاں دی ہوں اس کے دل کی رعایت رکھنی چاہیے اور ابا کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔تو ماں باپ کے بلانے پر جانا کمال نہیں خود جاؤ اور کہہ دو کہ میں آپ کے پاس پانچ منٹ بیٹھنے آیا ہوں، میں اللہ کی رضا کے لئے خالص آپ کی محبت میں آیا ہوں۔ارے! آپ یہ کام کر کے تو دیکھو، کتنی برکت ہوتی ہے، اللہ وقت میں برکت ڈال دیتا ہے، اللہ روزی میں بھی برکت ڈال دیتا ہے، علم میں برکت ڈالے گا، ہر عمل میں برکت ڈالے گا۔صرف پانچ منٹ اپنے امّاں ابا کے پاس جہاں وہ بیٹھے ہوں بیٹھ جاؤ اور اگر کبھی ایسا ہو کہ باپ کسی اور کمرہ میں مشغول ہے اور اماں کسی اور کمرہ میں تو اگر پانچ منٹ مشکل لگتے ہیں تو کم از کم انہیں ایک ایک منٹ ہی دے دیں بس سلام کر کے خیریت پوچھ کر خاموش ہی بیٹھ جاؤ اور پھر سلام کر کے چلے جاؤ۔

جلد اللہ والا بننے کا نسخہ

یہ چند باتیں میں نے عرض کر دیں باقی ان شاء اللہ پھر عرض کروں گا۔
ہاں! ایک صاحب نے آج صبح مجھ سے ایک سوال کیا تھا کہ جلد سے جلد دین دار

بننے کا کیا نسخہ ہے؟ کہیے صاحب! کیسا سوال ہے؟ اس نے کہا کہ کیا نسخہ ہے کہ ہم جلد سے جلد اللہ والے دین دار بن جائیں۔ بہت غور سے سنو! اُس کا جواب میں نے دیا کہ انسان جو مٹی سے بنا ہوا ہے، مٹی کی چیزوں سے اس کو الگ ہونا مشکل نظر آتا ہے، مٹی کی عورت، مٹی کے بچے، مٹی کا کاروبار، مٹی کا کباب، مٹی کی بریانی، مٹی کا مکان، مٹی کی روٹیاں، مٹی کے کپڑے، اپنی فطرت کے اعتبار سے انہی مٹیوں میں وہ مشغول رہنا چاہتا ہے، کیونکہ مٹی سے اس کی تخلیق ہوئی ہے لہٰذا خلافِ فطرت، اپنی تخلیقی فطرت کے خلاف اگر ٹیک آف کرنا یا اُڑنا چاہتا ہے تو اسے بہت زیادہ پیٹرول چاہیے۔ جیسے ہوائی جہاز لوہے سے بنا ہوا ہے، لوہے کا مرکز زمین ہے، ہوائی جہاز کا پیتل، تانبا، لوہا جو کچھ بھی ہے اس کا مرکز کیا ہے؟ زمین ہے یا نہیں؟ یہ سب دھاتیں زمین سے نکلتی ہیں یا نہیں؟ تو ہوائی جہاز کو اپنے مرکز یعنی رَن وے سے اُڑنے میں یعنی ٹیک آف کرنے میں کئی ہزار گیلن پیٹرول خرچ ہو جاتا ہے، لیکن جب زیادہ اوپر ہو جاتا ہے اور ہوا کے دوش پر چلتا ہے پھر پیٹرول کم خرچ ہوتا ہے، جو پائلٹ ہیں ان سے پوچھ لیں میں حقیقت پیش کر رہا ہوں۔ میں ہوابازوں سے تحقیق کر کے یہ مسئلہ پیش کر رہا ہوں کہ چونکہ جہاز اپنے فطری مٹیریل کے لحاظ سے کہ اس کا مٹیریل زمین کا لوہا، تانبا ہے لہٰذا زمین سے اس کا چپٹ رہنا، وصل کرنا اس کی فطرت ہے، اب خلافِ فطرت زمین سے آسمان کی طرف اُڑنے کے لیے اور اتنا اوپر جانے کے لیے کہ اس کو ہوا کا سہارا مل جائے دو ہزار تین ہزار گیلن پیٹرول چاہیے، جب اس کو ہوا کا سہارا مل جاتا ہے تو پھر پیٹرول کم خرچ ہوتا ہے، تو ہم لوگ بھی اگر اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے قلب کے جہاز کو ٹیک آف کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت کے عظیم پیٹرول کی ضرورت ہے۔ ورنہ یہی دنیا ہمیں اپنے اندر مشغول رکھے گی اور ہمارے قلب کا جہاز اللہ کی طرف نہیں اُڑ سکے گا۔ تو ان صاحب کو میں نے یہی جواب دیا۔ اُس نے کہا کہ سچ کہتا ہوں کہ ایسی مثال شاید ہی دنیا میں مل سکے۔

محبت کے پیٹرول کی ضرورت

جس طرح سے جہاز کو زمین کے مرکز سے دور ہونے کے لیے اور ٹیک آف کرنے کے لیے کئی ہزار گیلن پیٹرول چاہیے اسی طرح ہمارا قلب ہے، ہم زمین کے اجزاء سے تخلیق شدہ ہیں تو زمین چھوڑنے کے لیے اور اللہ کی طرف اُڑنے کے لیے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کا زبردست پیٹرول چاہیے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

(سورۃ البقرۃ آیۃ ۱۶۵)

اے ایمان والو! مؤمن کامل کی شان یہ ہے کہ میری محبت ان کے دل میں شدید نہیں، اشد ہے، شدید محبت تو بیوی بچوں سے بھی ہوتی ہے، لیکن جب اللہ سے ہماری محبت اَشد ہوجائے گی یعنی بیوی بچوں سے، کاروبار سے، ہماری اپنی جان سے، سارے عالَم اور ساری کائنات کی محبتوں سے زیادہ میری محبت تمہارے اوپر اَشد ہوجائے گی پھر تمہیں میری اطاعت اور فرمانبرداری میں اور میری طرف ٹیک آف کرنے میں اور میری طرف اُڑنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوسکتی۔ جگر مرادآبادی آل انڈیا شاعر کہتا ہے ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھاگئے میں زمانے پہ چھا گیا

آج معاشرہ معاشرہ چلّاتے ہو، یہ سب محبت کی کمی ہے۔ یہ روباہیت، لومڑیت اسی وجہ سے ہے کہ ہمارے اندر محبت کم ہے۔ اللہ پاک نے محبت کی مقدار ہمارے لیے اَشد کی مقرر کی ہے۔

محبت اشد کب ہوتی ہے؟

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر فرمادی ہے کہ محبت اشد کب ہوتی ہے؟ جب تمہارے دل میں اللہ پاک کی محبت اپنی جان سے زیادہ، اہل وعیال سے زیادہ، شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ پیدا ہوجائے۔ آپ نے سوال کیا کہ اے اللہ! ہم آپ سے آپ کی محبت مانگتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي
وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (صحیح البخاری)

یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی محبت کی مقدار بیان فرماتے ہیں کہ اے خدا! اپنی محبت ہم سب کے اندر اتنی پیدا کردے کہ ہم اپنی جان سے زیادہ آپ سے محبت کریں، اپنے اہل وعیال سے زیادہ اور شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ کہ جیسے ٹھنڈے پانی سے رگ رگ میں جان آجاتی ہے اسی طرح آپ کا نام لینے سے ہماری رَگ رَگ میں زندگی میں بے شمار زندگی داخل ہوجائے۔

وہ لمحۂ حیات جو تجھ پر فدا ہوا
اُس حاصلِ حیات پہ اخترؔ فدا ہوا

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی اس محبت کو کس طرح مانگا کہ یا اللہ! ہم آپ سے آپ کی محبت مانگتے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کی مقدار سے پہلے مطلق محبت مانگی

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ
وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ (صحیح البخاری)

کہ اے اللہ! ہم کو اپنی محبت دے اور جو تجھ سے محبت کرنے والے ہیں ان کی بھی

محبت نصیب فرما اور جو اعمال آپ کی محبت سے قریب کرنے والے ہیں ان کی بھی توفیق دے دے لہٰذا میں نے صبح اس سائل کو بتادیا کہ جب محبت کا پیٹرول آجائے گا پھر ہمارے قلب کا جہاز اللہ کی طرف سارے ماسویٰ اللہ سے ٹیک آف کرجائے گا اور ہم سارے عالم پر چھاجائیں گے ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا افسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے
پیشِ نظر تو مرضیٔ جانانہ چاہیے
پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

صحبت اہل اللہ سے استفادہ کے لئے حضورِ قلب کی ضرورت

تو میں نے ان سے کہا کہ بھائی! اگر آپ جلد دین دار بننا چاہتے ہیں تو آپ اپنے قلب کی ٹنکی کو اللہ کی محبت کے پیٹرول سے بھر لیں، جیسے ہوائی جہاز پیٹرول لیتا ہے تو اپنی ٹنکی کا ڈھکن کھول دیتا ہے۔ جب اللہ والوں کے پاس جائیں یا ان کے غلاموں اور خادموں کے پاس جائیں تو اپنے دل کا ڈھکن کھول لیں، یہ نہیں کہ جسم سے تو ان کے پاس بیٹھے ہیں مگر دل میں گھر کے خیالات ہیں، دل حاضر نہیں ہے اِدھر اُدھر لگا ہوا ہے، پہلے دل اور کان میں رابطہ کیجیے اور دل کا ڈھکن کھولیئے اور کان سے بھی غور سے سنیے تاکہ بات صحیح جگہ یعنی دل تک پہنچے۔

اللہ والوں کی گریہ وزاری

اللہ تعالیٰ کی محبت کے پیٹرول پمپ کون ہیں؟ اہل اللہ کے سینے!
اگر اختر نے شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تین بجے رات کو روتے ہوئے اور آہ و نالہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو آج یہ میرا دل بھی درد بھرا مضمون بیان نہیں کرسکتا تھا۔ میرے شیخ تہجد کو اُٹھتے تھے تو دو دو رکعات نفل جگہ چھوڑ چھوڑ کر پڑھتے تھے۔ شاعر کہتا ہے ؎

آنسو گرا رہا ہوں جگہ چھوڑ چھوڑ کے

جگہ بدل بدل کے آنسو گراتے تھے تاکہ قیامت کے دن نیک اعمال پر گواہوں کی تعداد بڑھ جائے، اپنی سجدہ گاہ کو آنسوؤں سے تر کرتے تھے اور اتنا روتے تھے کہ دور تک رونے کی آواز جاتی تھی۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بیت اللہ میں راتوں کو اتنا روتے تھے کہ ان کے رونے کی آواز سننے سے ہمارے دل تڑپتے تھے۔ اور آج ہمارا کیا حال ہے ؎

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے میری چشم تر نہیں

آج ہمیں اپنی بربادی کا احساس بھی نہیں ہے۔

حضرت والا کا ملفوظ

ان دو اشعار کے لیے توجہ چاہوں گا کہ توبہ سے خطائیں معاف تو ہو جاتی ہیں لیکن اشکِ ندامت کے بغیر توبہ کا لطف نہیں ہے ؎

یہ علامت ہے کہ مخلص ہے خدا کا بندہ
استقامت ہے جسے کیف وحلاوت کے بغیر
مُلک دراصل تو خاصانِ خدا کا ہے انیسؔ
دل جھکے جاتے ہیں قدموں میں حکومت کے بغیر

ان اشعار میں بڑے اہم مسائل بیان ہوئے ہیں، انیس الٰہ آبادی صاحب نے اخلاص کی علامت بیان کردی کہ مخلص بندہ وہ ہے جواللہ کے دین پر قائم رہے چاہے مزہ ملے نہ ملے، کیف وحلاوت ہو یا نہ ہو، بس کام میں لگے رہو۔ جو بندہ لگن سے دین پر جمارہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دین کے کاموں میں لگا ہی دیتے ہیں۔ ان اشعار نے ہم سب کے ایمان کو گرمادیا، ماشاءاللہ!

صحبتِ اہل اللہ سے محبتِ الٰہیہ منتقل ہوتی ہے

بس اب مضمون ختم۔ اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ جلد دین دار بننے کا نسخہ یہی ہے کہ اپنے قلب کے جہاز کو ٹیک آف کرنے کے لیے ہوائی جہاز کی طرح محبت کا پیٹرول حاصل کرو! جب ایک مرتبہ زمین سے اُٹھ جائے گا تو پھر ہواؤں کے کندھوں پر چلے گا پھر سارا معاشرہ اس سے پیٹرول لے گا۔ بہت سے جہاز ایسے بھی ہیں کہ ہوا میں اڑتے اڑتے دوسرے جہاز سے پیٹرول لیتے ہیں، پیٹرول دینے والا جہاز آگے ہوتا ہے اور پیٹرول لینے والا جہاز پیچھے ہوتا ہے، دونوں میں پائپ لگا ہوتا ہے، پیٹرول لینے والا جہاز اپنی ٹنکی کا ڈھکن کھولے ہوئے پیٹرول لے رہا ہے اور دونوں اُڑ بھی رہے ہیں۔ بس اسی طرح کسی اللہ والے کے پیچھے پیچھے اُڑتے رہو اور اس سے اپنی ٹنکی میں پیٹرول بھرواتے رہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا O (سورة النساء آية ۶۹)

اپنے جن بندوں پر ہم نے انعام نازل کیا یعنی انبیاء، اولیاء صدیقین، شہداء اور صلحاء ان اللہ والوں کے ساتھ رہو وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا انہیں اپنا رفیق اور ساتھی بنالو کیونکہ یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق اور ساتھی ہیں ؎

تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

بس اب دعا کرلیں کہ اے اللہ! میرا دردِ محبت قبول فرمالے، میرے دل میں بھی ان باتوں کو راسخ فرمادے اور آپ لوگوں کے دل میں بھی ان کو اُتار دے، ہم سب کو اپنے فضل سے اللہ والا بنادے، ہمارے جہاز کو ٹیک آف کرنے کے لیے اور تعلقاتِ غیر اللہ سے چھڑانے کے لیے اپنی محبت کو ہم پر غالب فرمادے، آمین۔

دعا کرو کہ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ یا اللہ! اپنی نافرمانی اور اپنے غضب والے اعمال سے اتنی نفرت عطا فرمادے جیسے کسی کو پاخانہ پیشاب پینا ناپسند ہے، ہم سب کو اپنی نافرمانی قہر وغضب کے اعمال سے اس سے زیادہ نفرت عطا فرمادیں۔ جتنا ہم سانپ سے ڈرتے ہیں گناہوں سے اس سے زیادہ نفرت عطا فرمادے۔ اے اللہ! ہم سب کے قلب وجاں کو اللہ والی حیات نصیب فرما۔ اے خدا! ہم سب کے قلب وجاں کو اپنی ذات پاک کے ساتھ اتنا چپکا لیجئے کہ سارا عالم ہم کو ایک ذرّہ بھی آپ سے دور نہ کرسکے چاہے حسن کا عالم ہو، جان کا عالم ہو، مال کا عالم ہو چاہے وزارتِ عظمیٰ کی کرسیاں اور سلاطین کے تخت وتاج کا

عالم ہو۔ آپ اپنی رحمت سے ہمیں اپنی ذاتِ پاک کے ساتھ چپکا لیجئے۔ ذکر اللہ کے صدقہ میں اور نیک اعمال کے صدقہ میں ہم سب کو اپنے اولیاء جیسے اخلاق اور اعمال نصیب فرما، اپنی رحمت سے ہم سب کو جسمانی اور روحانی دونوں شفا عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! مجاہدینِ اسلام کو غلبہ عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! سارے عالم کے کافروں کو ایمان عطا فرما دے، اگر ان کی قسمت میں، ان کے مقدر میں ایمان نہیں ہے تو کافروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، کفار کی سازشوں اور مکر و فریب کے ٹاٹ کو آگ لگا دے اور ان کی خفیہ تدبیروں کو پاش پاش کر دے، مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشوں کو نامراد فرما دے اور دونوں جہانوں میں ان کو رُسوا اور مغلوب کر دے۔

دونوں جہاں کا دُکھڑا مجذوبؔ رو چکا ہے
اب اِس پر فضل کرنا یارب ہے کام تیرا

یا اللہ! ہم سب پر دونوں جہانوں میں فضل کرنا، یارب! ہماری دنیا و آخرت دونوں جہاں بنا دیں، ہمارے بچوں کی بھی دنیا و آخرت بنا دیں، سارے عالم کے مسلمانوں کی دنیا و آخرت بنا دیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

......☆......☆......☆......

......☆......☆......

......☆......

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

بارات کی اصل اور باراتیوں کو کھانا کھلانا

سوال [۱۸۱۵۵]: بعض مسلمان برادریوں میں شادی کے موقع پر یہ طریقہ رائج ہے کہ لڑکے والے جو بارات لے کر دلہن کے گھر جاتے ہیں تو ان تمام باراتیوں کو بشمول عورت ومرد کھانا کھلایا جاتا ہے، جس کو عرف عام میں "بارات کا کھانا" کہتے ہیں۔ کچھ لوگ بارات کا کھانا اس لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر برادری میں ان کی قدر ومنزلت ختم ہو جائے گی، یا بدنامی ہوگی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ رسم بند ہونی چاہئے، یہ اسراف بیجا اور غیر شرعی فعل ہے اور اس رسم کے بند ہو جانے سے ان لوگوں کی بھی پردہ پوشی ہوگی جو کہ بارات کا کھانا کھلانے کی استطاعت نہیں رکھتے، لیکن اس رسم کی مجبوری سے قرض وغیرہ کی مشکلات میں مبتلا ہوتے ہیں، لیکن بعض کا کہنا ہے کہ یہ فعل مہمان نوازی میں داخل ہے۔

کیا بارات کا کھانا کھلانے کی کوئی شرعی حیثیت ہے؟ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا دیگر بزرگانِ دین سے یہ فعل صادر ہونا ثابت ہوتا ہے؟ اگر نہیں تو کیا اس فعل کو بند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے؟ نیز کوشش کرنے والے مستحق اجر ہوں گے یا نہیں؟

محمد الیاس، مدرس دارالعلوم دیوبند

---

(١) وسئل نفع الله بعلومه: السؤال عن النحس والسعد وعن الأيام والليالي التي تصلح لنحو السفر والانتقال ما يكون جوابه؟ فأجاب رضي الله تعالى عنه: من يسأل عن النحس وما بعده، لا يجاب إلا بالإعراض عنه، وتسفيه ما فعله، ويبيّن له قبحه، وأن ذلك من سنة اليهود لا من هدي المسلمين المتوكلين على خالقهم وبارئهم الذين لا يحسبون وعلى ربهم يتوكلون. وما ينقل من الأيام المنقوطة ونحوها عن علي كرم الله تعالى وجهه باطلٌ كذبٌ، لا أصل له، فليحذر من ذلك. والله تعالى أعلم.
(الفتاوى الحديثية، مطلب في الجواب عن الأيام والليالي وسعدها ونحسها ص: ٤١، ٤٢، قديمي)

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک وقت میں شادی کی یہ شان نہیں تھی جو آج کل رائج ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شادی کی حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدعو نہیں کیا، بلکہ خبر تک بھی نہیں کی (۱)۔ اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ کتب حدیث میں مذکور ہے (۲)۔

بارات کا یہ طریقہ بڑے بوڑھوں نے اس لئے رائج کیا تھا کہ لڑکی کو جہیز کثیر مقدار میں دیا جاتا تھا اور ایک ایک چیز کی پوری نمائش کی جاتی تھی، سفر عموماً بیل گاڑی کا ہوتا تھا، ڈاکے کے حادثات پیش آتے تھے، اس لئے بڑی بارات جایا کرتی تھی کہ جہیز وغیرہ کی پوری حفاظت ہو سکے۔ بارات کی کثرت مستقل فخر کی چیز شمار ہوتی تھی، شادی والا دوسروں سے بڑھ کر اپنے فخر کے لئے بارات کو کھانا کھلاتا ہے، جگہ جگہ اس کا چرچا کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ شرعاً درست نہیں، نہ حیثیت سے زیادہ جہیز کی ضرورت ہے، نہ اس کی حفاظت کے لئے بڑی بارات کی ضرورت ہے۔ جو کھانا فخر کے لئے کھلایا جائے اس کے کھانے کی احادیث میں ممانعت آئی ہے (۳)۔ سواریوں کا انتظام بھی ہو گیا، ریل، بس وغیرہ کا بہت عام رواج ہو گیا جو کہ پہلے انتظام نہ تھیں، اس

---

(۱) "عن أنس أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم رأى على عبد الرحمن بن عوف رضي الله تعالى عنه أثر صفرة، فقال: "ما هذا؟" قال: إني تزوجت امرأة على وزن نواة من ذهب، قال: "بارك الله لك، أولم ولو بشاة". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب الوليمة، الفصل الأول، ص: ۲۷۷، ۲۷۸، قديمي)

(وصحيح البخاري، كتاب النكاح، باب الوليمة ولو بشاة: ۲/۷۷۷، قديمي)

(والصحيح لمسلم، كتاب النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد الخ: ۱/۴۵۸، قديمي)

(۲) "حدثنا محارب قال: سمعت جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه يقول: تزوجت، فقال لي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "ما تزوجت؟" فقلت: تزوجت ثيباً، فقال: "ما لك وللعذارى ولعابها" الحديث. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب تزويج الثيبات: ۲/۷۶۰، قديمي)

(۳) "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: المتباريان —

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی جانب سے شرعی پردہ کے متعلق ایک اہم نصیحت

آج کل ایک گناہ میں عموماً ابتلاء ہے اور وہ ہے شرعی پردہ نہ کرنا۔ عوام تو کیا بعضے خواص بھی اس گناہ میں مبتلاء ہیں، اس لیے جو لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں، خصوصاً جن کو کوئی دینی منصب بھی دیا گیا ہے، وہ شرعی پردہ کا خاص اہتمام کریں ورنہ لوگ ان سے دین نہیں سیکھیں گے اور ان سے کوئی فیض بھی نہیں ہوگا۔ پردہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، سب سے بڑھ کر یہ سوچیں کہ قیامت کے دن اللہ کو جواب دینا ہے، اس لیے ہر مسلمان کے لیے شرعی پردہ کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔

مردوں کے لیے ممانی، چچی، چچا زاد بہن، پھوپھی زاد بہن، خالہ زاد بہن، ماموں زاد بہن، سالی اور بیوی کی تمام رشتہ دار خواتین علاوہ ساس کے پردہ کرنا ضروری ہے۔

عورتوں کے لیے خالو، پھوپھا، چچازاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، بہنوئی، شوہر کے تمام مرد رشتہ دار علاوہ سسر، یہ سب نامحرم ہیں۔

شوہر کو چاہیے کہ بیوی کو اپنے بھائیوں یعنی (دیور، جیٹھ وغیرہ) کے سامنے نہ آنے دے، لیکن اگر گھر بہت چھوٹا ہے تو نگاہوں کی سختی سے حفاظت کریں، بے ضرورت نامحرموں سے گفتگو نہ کریں اور نہ ایک ساتھ کھانا کھائیں، عورت نامحرموں سے چہرہ چھپائے۔

(۱۸ ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۵ فروری ۲۰۰۰ء)

عروجِ بندگی
نہ گلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ و بُو سے
کِسی اور سمت کو ہے مری زندگی کا دھارا
جو گرے اِدھر زمیں پر مرے اشک کے ستارے
تو چمک اُٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا
(مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کے سامنے یہ اشعار ہوئے)
شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ